



www.KitaboSunnat.com

قادیانیوں کے

حد سالہ جشن پر پابندی جائز ہے

الصادق ایوان میں جھوٹی نبوت کی ذلت و رسوائی

لاہور ہائی کورٹ کا تاریخی فیصلہ

محترم حبیس خلیل الرحمن خاں صاحب

علیٰ مجسس تحفظ فتح نبوة

حضورت باغ روڈ ملتان 40978



معزز قارئین توجہ فرمائیں

کتابِ مہنت کی روشنی میں لمحیٰ جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا منتظر

- **کتاب و سنت ذات کام** پرستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
 - **بیانات التحقیق الislamی** کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصریق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
 - **دعوتی مقاصد** کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنه
۲۱

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر متعلق کتب ناشرپن سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاؤشوں میں بھر پور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ KitaboSunnat@gmail.com
🌐 www.KitaboSunnat.com



قادیانیوں کے

صد سالہ جشن پر راپنڈی جائز ہے

النصاف کے ایوانوں میں جھوٹی بیویت کی ذلت و سروائی
لاہور ہائی کورٹ کا تاریخی فیصلہ

محترم جبٹس خلیل الرحمن خاں صاحب

عالیٰ مجلس اتحاد حفظ خاتم النبوة

حضور کی پاگ دو ڈیملنیاں ۴۰۹۷۸

www.KitaboSunnat.com

266-ج
ج ۵۵-۹

قَادِيَانِي اسْلَام وَمُلْكٌ
دونوں کے عن دریں!

علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ

لَهُ مَنْتَهَى الْمُرْسَلُونَ إِنَّمَا يَنْهَا
عَنِ الْمُكْبِرِينَ لَا يَرْأُونَ لِيَوْمَ الْحِسْبَارِ

لَهُ مَنْتَهَى الْمُرْسَلُونَ إِنَّمَا يَنْهَا
عَنِ الْمُكْبِرِينَ لَا يَرْأُونَ لِيَوْمَ الْحِسْبَارِ

99 ... سے بازیں ماؤن - لاہور
04728

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حدیث دل

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لاني بعده۔ اما بعد
اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں قاریانیت کا فتنہ ایک ایسا فتنہ ہے جسے اسلام والل
اسلام کے لئے بلاشبہ خطرناک مسلک اور بدترین قرار دیا جا سکتا ہے۔

اس فتنہ کے ہاتھی، فقان اعظم مرحوم احمد قادریانی آنجمنی نے ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کو
لہ حیانہ (بھارت) میں اس فتنہ کی بنیاد رکھی۔ چنانچہ اس فتنہ کے سوال پورے ہونے پر
قادیانی ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کو "صد سالہ جشن" منانا چاہتے تھے۔ اس کے لئے انہوں نے اپنے
پاکستانی مرکز روہوں میں یہ انتظام کیا کہ

۱۔ پورے روہ اور گرد و نواح کی پہاڑیوں اور عمارتوں پر چراغاں کے لئے لائٹ ایڈڈی ڈیکوریشن
پارٹیوں سے گوجرانوالہ، سرگودھا، فیصل آباد، راولپنڈی اور جھنگ وغیرہ سے سامان کرایہ پر لینے
کے لئے معاہدے کئے، ہزاروں روہیہ ایڈو انس دیا اور اشام پر تحریریں حاصل کیں۔

۲۔ بھلی بند ہونے کی صورت میں دسچین یا نہ پر جزیئروں کا انتظام کیا۔

۳۔ منی کے "دیئے" کئی ٹکوں پر مکھوائے جو سلوسوں کے تبلی سے جلانے تھے۔

۴۔ روہ میں سو گھوڑے، سو ہاتھی اور سو ٹکوں کے جھنڈے لہرانے کا انتظام کیا۔

۵۔ اس موقع پر روہ میں عورتوں اور مردوں کے لئے فوجی ورودی تیار کی گئی ہے پن کر
انہیں عسکری طاقت کا مظاہرہ کرنا تھا۔

۶۔ اس کے علاوہ تعمیم ملکائی، جشن، جلسے اور تقریبات وغیرہ کے دیگر لوازمات کا اہتمام کیا۔
غرض اس طرح وہ اپنے کفرکی تبلیغ کے لئے سرگرم عمل تھے۔ اور تماثلہ دیکھنے کے جھوٹے کے
جھوٹ کے سوال مکمل ہونے پر "صد سالہ جشن" اور وہ بھی آئین و قانون کی خلاف ورزی
اور مسلمانوں کے لئے اشتغال کا باعث۔

قاریانی جماعت کی اس تیاری پر اسلامیان پاکستان کو تشویش لا جن ہوئی۔ عالمی مجلس تحفظ
ختم نبوت نے فوری طور پر اپنی مرکزی درجگنج کمیٹی کا وفتر مرکزیہ ملکان میں ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کو
اجلاس طلب کیا۔ اور اس تشویشاًک صورتحال پر غور کر کے اہم فیصلے کئے۔

۱۔ روزنامہ نوائے وقت لاہور، راولپنڈی، کراچی، ملکان، روزنامہ جگ، لاہور، کراچی،
راولپنڈی، کوئٹہ کے تمام ایڈیشنوں میں آخری صفحہ پر ہزاروں روہیہ کی لائگت سے اشتمار دیا۔

- جس میں جشن پر پابندی کا مطالبہ کیا گیا۔ اور پابندی نہ لئنے کی صورت میں ۲۳ مارچ کو عالی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جامع مسجد محمدیہ رلوے اسٹیشن روہو پر "آل پاکستان ختم نبوت ریلی" منعقد کرنے کا اعلان کیا گیا۔

- ۲۔ ۷ مارچ ۱۹۸۹ء کو پورے ملک کے تمام مکاتب فکر نے یوم احتجاج منایا۔

۳۔ ۱۲ مارچ کو ملکان، ۱۸ مارچ کو بہاؤ لئکر، ۱۹ مارچ دو ماہیں جنم میں عظیم الشان احتجاجی کانفرنسیں منعقد کی گئیں۔ روہو میں مشترکہ جمع اور سرگودھا، جنک اور نوبہ تک شکھ میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنسوں کا اہتمام کیا گیا۔ عالی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ مولانا خواجہ خان محمد صاحب اپنے رفتاء کی لیم لیکر پورے پنجاب میں سرگرم عمل ہو گئے۔

۴۔ ۱۸ مارچ کو سرگودھا میں عالی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماء مولانا محمد اکرم طوفانی کی قیادت میں مسلمانان سرگودھا نے احتجاجی مظاہروہ کیا جس میں تمام دینی جماعتیں اور شبان ختم نبوت نے بھرپور حصہ لیکر نمایاں کروار ادا کیا۔

۵۔ عالی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا اور چنیوٹ نے ۲۳ مارچ کو سرگودھا، چنیوٹ سے روہ کی طرف لاگنگ مارچ کا اعلان کیا۔

۶۔ پورے ملک کے اخبارات میں احتجاجی بیانات اور غم و غصہ کا اظہار کیا گیا۔ اس سلسلہ میں مولانا فقیر محمد صاحب سیکرٹری اطلاعات عالی مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد نے بھرپور اور موڑ کروار ادا کیا۔ یوں پورے ملک میں عالی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکنان و رہنماء سرپا احتجاج بن گئے۔

۷۔ پورے ملک سے وفد اور قالقی "جشن" بند نہ ہونے کی صورت میں احتجاج کے لئے روہو پہنچنے کی تیاری کرنے لگے۔

۸۔ مولانا زاہد الرشیدی مرکزی سیکرٹری اطلاعات مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان نے گوجرانوالہ کی لائٹ اینڈ ڈیکوریشن کی پارٹیوں سے ملاقات کی اور مراذیوں کے خود سانحہ جشن پر چراغان کا سامان سپالائی نہ کرنے کا وعدہ لیا اور تمام مکاتب فکر کی طرف سے ایک مشترکہ فتویٰ مرتب کیا کہ مراذیوں کے جشن پر مسلمانوں کا سامان چراغان مہیا کرنا تعاون علی اکفر کے باعث قطعاً حرام اور ناجائز ہے۔ مولانا کی اخلاص بھری کادش سے گوجرانوالہ کی لائٹ اینڈ ڈیکوریشن کی پارٹیوں نے نہ صرف سامان دینے کے مقابلے منور کئے۔ بلکہ ایک وفد مرتب کیا اور تمام ایسے شرچان سے مراذیوں نے سامان کی بیکنگ کا معاہدہ کیا تھا، کا دورہ کر کے تمام مسلمان پارٹیوں کو سامان دینے سے روکا۔ جس پر انہوں نے اپنی دینی حیثیت کا مظاہروہ کرتے ہوئے مراذیوں کو کورا جواب دے دیا۔

۹۔ مولانا منظور احمد چنیوں ان دونوں پنجاب اسیلی کے بھرت تھے۔ انہوں نے اسیلی میں آواز بلند کی۔

مرزا آئیوں نے یہ صورت حال دیکھ کر ربوہ میں جشن کے انتظامات کے علاوہ بھارتی سرحد کے قریب جلو سوڑ سے تقریباً تین کلو میٹر آگے "ہانڈو" نامی گاؤں میں وسیع قلعہ اراضی لیکر اس پر بلڈوزر اور کرشنیں لگا کر پہنڈاں بنایا۔ شب ویل بور کے پانی کے پاپ بچائے اور تباہل انتظام کی حکمل تیاری کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے امیر الحاج بلند اختر نہای کو ایک خط کے ذریعہ اس کی اطلاع ہوئی۔ مرزا آئیوں کی اس سازش پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت خواجہ خان محمد صاحب نے اخبارات کو بیان جاری کیا جو روز نامہ جنگ لاہور کے صفحے اول پر موجود کے امراض ۱۸۸۹ء کو شائع ہوا۔ عالمی مجلس نے لاہور کے کشش، ڈی سی اور ہوم سکرٹری پنجاب کو ٹیلی گرام دیئے۔ یوں قادریانی کفرنے مسلمانوں کو الجھانے کے لئے ربوہ کے علاوہ دوسرا حجاز بھی کھول دیا۔

لاہور کے قریب اس سازش کی اخبارات میں خبر آتے ہی مولانا عبد التواب صدیقی نے

باغبانپورہ سے داروغہ والا تک ۲۲ مارچ کو لانگ مارچ کا اعلان کر دیا۔

میمود علاء اسلام کے نائب امیر محترم مولانا قاری محمد اجمل خان، مولانا محمد اجمل قادری اور جامع مسجد وزیر خان لاہور کے خطیب مولانا طیلیم احمد قادری سرگرم عمل ہو گئے۔ قائد میمود مولانا فضل الرحمن صاحب نے وفاقی حکومت کی سربراہ بے نظیر بخشو کو اس طرف متوجہ کیا۔ وفاقی وزیر دادلہ اعتراض احسن وفاقی وزیر نہ ہی امور سردار بہادر خان اسے صوبائی مسئلہ کہ کر فارغ ہو گئے۔

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب نے ۲۰ مارچ کو اسلام آباد میں مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا اجلاس جامع مسجد دارالسلام میں طلب کر لیا۔ اسلام آباد میں عالمی مجلس کے مبلغ مولانا عبدالرؤوف، مولانا قاری محمد امین، مولانا محمد رمضان علوی اور مولانا محمد عبداللہ ارکین شوری شب و روز ایک کر کے اسے کامیاب بنانے پر لگ گئے۔ شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان کے جاشین مولانا قاضی احسان الحق صاحب نے اپنی راجہ بازار کی جامع مسجد میں ۲۰ مارچ کو ختم نبوت کا نظریں منعقد کرنے کا اعلان کر دیا۔

۱۸ مارچ کی شام کو ڈی۔ سی اور ایس۔ پی جنگ ربوہ گئے۔ جہاں عالمی مجلس کے رہنماء مولانا محمد اشرف ہدایت، صاحزادہ طارق محمود، مولانا فقیر محمد اور مولانا خدا بخش نے ان سے ملاقات کر کے سارے ملک کی صورت حال سے ان کو باخبر کیا۔ صوبائی حکومت عالمی مجلس، مرکزی جنگی عصی، اسیوں پہنچاں اور تمام مکاتب فکر کے رہنماؤں میں بوصی ہوئی ہے جنہی کو دیکھے

رہی تھی۔

۲۰ مارچ کو اسلام آباد میں مجلس عمل کا اجلاس منعقد ہوا۔ اسلام آباد روپنڈی کے تمام علماء کرام، جماعت اسلامی، تینی علما اسلام، تینی علما حدیث، تینی علما پاکستان اور منساج القرآن غرضیکہ تمام مکاتب فکر اور دینی جماعتوں کے پہچان نمائندگان نے شرکت کی۔ مولانا سید جمیل الدین نے مولانا سعیح الحق صاحب سے ہمتاں جا کر ملاقات کی۔ انہوں نے بتایا کہ میری عیادت کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب جناب محمد نواز شریف آرہے ہیں۔ ان سے میں دو نوک بات کروں گا۔ وفاقی وزارت داخلہ و نہیں امور کے نمائندگان عجیب ذہنی کیفیت اور دو غلی پالیسی کا مظاہرہ کر رہے تھے۔

مجلس عمل کے اجلاس میں فیصلہ ہوا کہ مولانا زاہد الرشیدی۔ آئی۔ جے۔ آئی کی جماعت کا وفد لیکر ہوم سیکرٹری پنجاب کو ملیں۔ اتحاد العلماء کے مولانا محمد عبد المالک نے حضرت امیر مرکزیہ کے نام قاضی حسین احمد صاحب کا پیغام پہنچایا کہ اس جدوجہد میں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ یہی پیغام ڈاکٹر طاہر القادری کی طرف سے ان کے نمائندے لائے۔

صوبائی حکومت آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل کی کارروائی سے لھبہ لئے آگاہی حاصل کر رہی تھی۔ پورے صوبہ کی صورت حال ان کے سامنے تھی۔ مجلس عمل کا یہ فیصلہ کہ اگر مولانا جشن بد نہ ہوا تو ۲۳ مارچ کو پورے ملک کا رخ روہ کی طرف ہو گا۔ اس فیصلہ کی اطلاع ملتے ہی لاہور میں ہوم سیکرٹری نے مجلس عمل کے نمائندگان کو بیانی۔ اور اسی وقت ۲۰ مارچ کو ڈی۔ سی اور ایس۔ پی جنگ روہ گئے۔ اور عالی مجلس حفظ ختم نبوت کے رہنماء مولانا محمد اشرف ہدایی، صاحجزادہ طارق محمود اور مولانا فقیر محمد روہ اور چنیوٹ کے رفقاء سیست ان افسران سے ہے اور پنجاب حکومت کی ہدایت پر ڈی۔ سی جنگ نے قاریانی جشن پر مکمل پابندی کا اعلان کر دیا۔ مولانا فقیر محمد صاحب قادریوں کے تمام پروگراموں سے باخبر تھے۔ انہوں نے ان کی تفصیل ڈی۔ سی کو بتائی۔ انہوں نے تمام پروگراموں کو منسوخ کرنے کا آرڈر جاری کر دیا۔

۲۱ مارچ کی رات کو روپنڈی راجہ بازار میں ختم نبوت کا نفرنس ہوتی اس سے قبل ریڈیو کے ذریعہ پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے "جشن" پر پابندی کا اعلان ہو چکا تھا۔ کا نفرنس سے فارغ ہوتے ہی حضرت الامیر مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم گور جانوالا، فیصل آباد کے راستہ روہ روانہ ہوئے۔ صوفی ریاض الحسن گلگوٹی اور دوسرے رفقاء فیصل آباد سے آپ کے ہمراہ ہو گئے۔ ۲۳ مارچ کو آپ نے اپنی آنکھوں سے روہ میں مراٹی سارش کی ناکاہی کا مظہر دیکھا اور خدا کے حضور سجدہ شکر بجا لائے۔ اس مختصر درود کے بعد آپ خانقاہ عالیہ تشریف لے

گھنے

یوں ایک بار پھر کفر بر گیا اور مسلمان جیت گئے۔ فائدہ اللہ رواہ کی طرح "ہاندہ" گاؤں میں بھی پابندی عائد کر دی گئی۔ لاہور پولیس نے سب سامان انھوا دیا۔ مرزا امی، مرزا قادیانی کو مانع کے گناہ سمیت جلسہ کا سامان سروں پر رکھ کر دوڑے۔ پورے چنگاب میں مرزا یوسف کے جشن پر پابندی لگ جھلی تھی۔ بلوچستان اور سرحد کے مسلمانوں کے سامنے بھی مرزا یوسف کی سازش کامیاب نہ ہو سکی۔ البتہ سندھ میں جہاں خالصتاً پہنچ پا یعنی کی حکومت تھی بعض مقامات پر مرزا یوسف نے پروگرام کئے مگر انتہائی رازداری سے، بزرگانہ طریقہ پر چھپ کر الحمد للہ۔ یوں ۲۳ مارچ کا سورج مرزا یوسف کی رسولی کا سامان لیکر طلوع ہوا۔ فائدہ اللہ

مرزا یوسف نے اس پابندی کے خلاف ہائیکورٹ میں رث و از کر دی۔ ڈسٹرکٹ محکمہ تھجک کے حکم "پابندی جشن" کو چھینج کیا گیا۔ لاہور ہائیکورٹ کے عزت ماب جشن خلیل الرحمن صاحب، وامت بر کا تم کے ہاں کیس لگا۔

ہائیکورٹ کے قابل احترام تھے مرزا یوسف کو کہا کہ اب جشن کا وقت گزر گیا ہے اب یہ رث بعد از وقت ہے۔ مگر مرزا امی مصر تھے کہ نہیں جناب فیصلہ ہونا چاہئے کہ یہ پابندی جائز تھی یا ناجائز۔

مرزا یوسف کی طرف سے اصرار پر عدالت میں کاروائی شروع ہوئی۔ مرزا یوسف کے وکیل مرزا قادیانی کی جھوٹی ثبوت کا پنڈورہ بگس لیکر آئے۔ اور چنگاب گورنمنٹ کی طرف سے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کے تحفظ کی سعادت و وکالت کے لئے قدرت نے جناب مقبول اللہ ایڈووکیٹ جنل چنگاب اور استفتہ ایڈووکیٹ جنل چنگاب نزیر احمد غازی صاحب کو منتخب فرمایا۔ جناب محمد اسماعیل قریشی ایڈووکیٹ اور جناب عبد الرشید قریشی ایڈووکیٹ بھی مرزا یوسف کے مقابلہ میں خم ثبوک کر میدان میں آگئے۔ اس موقعہ پر عالی مجلس تحفظ ختم ثبوت کو اللہ رب العزت نے پھر تو فتح بخشی۔ ملکان مرکز سے مرزا یوسف کی کتابوں کا سیٹ لیکر حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی، لاہور کے حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور سندھ سے مولانا احمد میان حصاری پہنچ گئے۔ اللہ رب العزت جزاۓ خیر دے لاہور کے رفقاء کرام جناب محمد مسین خالد، جناب طاہر رزاق، جناب سید محمد صدیق شاہ، سید منظور الحسن شاہ، جناب محمد صابر شاکر اور نکانہ صاحب کے مر جمہر اسلام ناصر ایڈووکیٹ، نور شہزاد، چودہری محمد اختر اور دوسرے رفقاء کو کہ وہ ہر روز عدالتی کاروائی میں دیوانہ وار دلچسپی لیتے رہے۔ پاکستان کے نامور عالم دین علامہ خالد محمود صاحب نے بھی دن رات ایک کر دیا۔

مرزا یوسف کے جواب الجواب کا جب مرحلہ آیا تو قدرت نے عالیجناہ محترم و مکرم، مجاهد

و محافظ ناموس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جناب نذیر احمد غازی صاحب استشیث ایڈو و کیٹ جزل کو توفیق دی۔ ان کے رفقاء و متولین جناب پروفیسر سید قمر علی زیری، جناب پروفیسر ملک خالق داد، جناب مسعود ایڈو و کیٹ اور عالی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ محترم مولانا اللہ و سایا اور محترم مولانا محمد اسماعیل صاحب نے پوری رات جاگ کر جواب الجواب تیار کیا۔ غازی نذیر احمد صاحب نے اس کیس کو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اپنے لئے باعث سعادت سمجھ کر اس کی تیاری کی۔ صحیح جب عدالت میں پیش ہوئے اور گھنٹوں دلائیں و برائیں کے ساتھ پہنچنے تک انداز میں مرزا نبیوں کا جواب الجواب دیا۔ تو عدالت میں سنانا چھا گیا۔ ایسے معلوم ہوا تا تھا کہ ایمان و اسلام کا نماہندرہ اور ختم نبوت کا وکیل دل کی دنیا سے ایمان و وجود ان، محبت و عشق سے نفع ساز ہے۔ مرزا نبیت پر اوس پر بھی۔ اسکے چھرے ان کے دلوں کی طرح سیاہ ہو گئے۔ اور مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۹۱ء کو ساعت تکمیل ہو گئی۔ غالباً جناب حضرت ماب جشن طلیل الرحمن صاحب نے مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۹۱ء کو فیصلہ سنایا۔ یہ فیصلہ ایمان پرور بھی ہے، حقائق افروز بھی۔ اس فیصلہ سے ایک بار پھر لاہور ہائیکورٹ کے عزت و وقار میں مزید در مزید اضافہ ہوا۔ فیصلہ کا ایک ایک حرف قدرت کی طرف سے مرزا نبیت کی رُگ جان کے لئے نشرت ہے۔ پڑھئے، سرد ہٹنے اور اپنے ایمان کو تازہ کیجئے۔ تائید رحمت حق اور شفاعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ لوگوں کے ساتھ ہو۔ بندہ عاجز آپ کے لئے دعا کو بھی ہے اور دعا جو بھی۔ آخر میں عالی مجلس تحفظ ختم نبوت کے جملہ رفقاء، آل پارٹیز مجلس عمل کے تمام نمائندوں، تمام دینی جماعتوں اور تمام مکاتب فکر کے رہنماؤں کو اس پر مبارک باد پیش کرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہوں اس کے علاوہ ماہنامہ اردو ڈاگ بجٹ کے جناب عنایت اللہ رشیدی صاحب، ہفت روزہ "زندگی" کے محمود صاحب اور عہد الوارد صاحب اور گرافو ورڈ کپورنگ کے جاوید بیٹ صاحب، ارشد غوری صاحب، محمد یاسین صاحب اور کامران پر اس کے سعید صاحب بھی خصوصی ٹکریب کے مستحق ہیں، جن کے تعاون سے یہ فیصلہ شائع ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزاۓ خیر عطا فرمائے۔ ہماری اس آزادی میں جس فتح نے جتنا حصہ ڈالا وہ اسی قدر مبارک باد اور ٹکریب کا مستحق ہے۔

طالب و دعا

عزیز الرحمن

خاتم عالی مجلس تحفظ ختم نبوت

وفتن مرکزیہ ملکان

۳۰۔ ۱۹۹۱

ابتدائی کوائف

عنوان مقدمہ..... مرزا خورشید احمد و دیگر ہام حکومت پنجاب

مقدمہ نمبر..... رٹ ہیشن نمبر 2089 لغايت 1989

فریق اول..... مرزا خورشید احمد و دیگر

اپیلانٹ

فریق ثالی..... حکومت پنجاب وغیرہ

مسئلہ ایمان

فریق اول کے وکلاء..... سی اے رحمان، بہشتر طفیل احمد

اور مجیب الرحمن ایڈوکیٹ

فریق دوم کے وکلاء..... مقبول اللہ ملک، ایڈوکیٹ جنzel

ان کے معاونین این اے غازی، اے اے جی

ارشاو اللہ خان اور مسعود احمد خان ایڈوکیٹ

دیوانی متفق..... درخواست نمبر 5377 لغايت 1989 کی پیروی ائم اساعیل قبیش اور

دیوانی متفق..... درخواست نمبر 2049 لغايت 1991ء میں رشید مرتضی قبیش پیش ہوئے۔

تاریخ ہائے ساعت:- ۲۷، ۱۳، ۱۲، ۱۵، ۱۸، ۲۰، ۲۱، ۱۹ اور ۲۲ مئی ۱۹۹۱ء

فیصلہ کا اعلان..... موخرہ کے ستمبر ۱۹۹۱ء کو کیا گیا۔

فیصلہ

جسٹس خلیل الرحمن (جج)

۱۔ یہ رٹ ہیشن سالان مرزا خورشید اور حکیم خورشید احمد کی طرف سے دائر کی گئی جو

احمیہ برادری کے ارکان اور اس کی مرکزی و مقایی تنظیم کے عمدیداران ہونے کے دعیدار

ہیں۔ اس آئینی درخواست میں اس امر کا فیصلہ کرنے کی استدعا کی گئی تھی کہ پنجاب کے ہوم

سکرٹری نے مورخہ ۲۰ مارچ ۱۹۸۹ء کو قادریوں کے صد سالہ جشن کی تقریبات پر پابندی کی بابت جو حکم صادر کیا تھی جنگ کے ڈسڑکت جھٹپٹ کی طرف سے مورخہ ۲۱ مارچ ۱۹۸۹ء کو زیر دفعہ ۱۷۳ جمومد ضابطہ فوجداری کیا گیا جس کی رو سے ضلع جنگ کے قادریوں کو اسی سرگرمیوں سے باز رہنے کی پرہیز کی گئی جو مکورہ بالا حکم میں مذکور تھیں، بعد ازاں رہو کے زیرینہ ڈسڑکت جھٹپٹ نے ۲۵ مارچ ۱۹۸۹ء کو ایک حکم کے ذریعے احمدیہ جماعت رہو کے عمدیداران کو خبردار اور پرہیز کی کہ وہ شر رہو میں لگائے گئے اُرا نئی سیستہ ہٹا دیں۔ جنہوں نے اور چاغاں کے لئے اکائی گئی روشنی کی تاریخی لیں اور اس امر کی یقین دہانی کرائیں کہ دیواروں پر مزید استخارہ نہ لکھے جائیں گے۔ نیز یہ کہ ۲۱ مارچ ۱۹۸۹ء کو جاری کئے گئے حکم کی معادل میں تاہم مانی توسعہ کردی گئی ہے۔ یہ تمام اقدامات خلاف قانون و باطل ہیں اور ان کی کوئی قانونی حیثیت نہیں۔ اُسیں کا عدم قرار دوا جائے۔ یہ استدعا بھی کی گئی کہ مستول ایمان کو اس امر کی پرہیز کی جائے کہ وہ سالان کو ان واضح بنیادی و اساسی حقوق کے استعمال سے نہ روکیں جو سالان کو اسلامی جمیوریہ پاکستان کے دستور کے آرٹیکل ۲۰ کی رو سے حاصل ہیں۔

۳۔ مذکورہ بالا احکام و پرہیزات جاری کرنے کی استدعا اس دعویٰ پر ہے کہ احمدیہ جماعت کو جس کا قیام ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کو عمل میں آیا تھا، قائم ہوئے سو سال ہو گئے ہیں۔ جماعت کی تخلیل کے ۱۰۰ برس پورے ہونے پر دنیا بھر کے دوسرے احمدیوں کی طرح رہو کے احمدیوں نے بھی ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء سے صد سالہ جشن کی تقریبات منانے کا فیصلہ کیا۔ ان تقریبات کو شایان شان طریقہ سے منانے کے لئے سالان اور رہو کے دیگر شریوں نے نئے ملبوسات زیب تن کرنے، پچوں میں ملھائیاں باٹھئے، محتاجوں کو کھانا کھلانے اور بغرض اجلاس جمع ہونے کا پروگرام بنایا تاکہ جلسہ عام میں احمدیہ جماعت کی ۱۰۰ سالہ تاریخ کے اہم واقعات پر روشنی ڈالی جائے۔ مزید انجاہ کی گئی کہ اگر کوئی احمدی اپنی برادری کی بھلائی و خیر خواہی کے جذبہ کے تحت بانی جماعت احمدیہ اور ان کے جانشیوں کے مقام و مرتبہ کے بارے میں یا افریقہ اور دوسرے ممالک میں ان کی تبلیغی سماجی کے بارے میں اپنے پچوں کو کچھ بتاتے تو ممکن ہے اس سے بعض مشدداً اور مستحب لوگوں کے جذبات محروم ہوں۔ گزارش کی گئی کہ قادریوں کو (جو خود کو احمدی کہتے ہیں) صد سالہ سالگردہ منانے سے روکنے کا کوئی قانونی جواز نہیں، ایسا کرنا ان کا بنیادی اور فطری حق ہے۔ کیونکہ یہ موقع ان کی تاریخ میں سمجھ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ مزید دعویٰ کیا گیا کہ ڈسڑکت جھٹپٹ کے حکم میں کہیں مذکور نہیں کہ اس کے یقین کے مطابق اگر احمدیوں نے حسب پروگرام رہو میں صد سالہ جشن کی تقریبات منعقد کیں تو شر میں لفڑی امن یا فرقہ وارانہ فسادات کے پھوٹ پڑنے کا خطرہ ہے۔

۳۔ درخواست میں ہو دیگر موقف اختیار کئے گئے وہ یہ ہیں کہ ربوہ کی غالب اکثریت احمدیوں پر مشتمل ہے، وہ گاہ بگاہ ایک دوسرے کی خوشی و غمی میں شریک ہوتے رہتے ہیں۔ اس لئے وہ ضف کے تحت جو کارروائی کی گئی، اس کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ مذکورہ بالا دلیل کی بنیاد پر دعویٰ کیا گیا کہ اس موقع پر ڈسڑکت مجسٹریٹ کو چاہئے تھا کہ احمدیوں کو جشن منانے سے باز رہنے کی ہدایت کرنے کے بجائے دسوں کو خود ادا کرتا کہ وہ ان تقریبات میں کوئی رکاوٹ نہ ڈالیں، کیونکہ احمدیوں کو کسی ایسی سرگرمی سے نہیں روکا جاسکتا، جس کی ممانعت قانون میں نہ کی گئی ہو، مزید عرض کیا گیا کہ صوبائی حکومت کو یہ حکم جاری کرنے کی بجائے ڈسڑکت مجسٹریٹ کو یہ ہدایت کرنی چاہئے تھی کہ ان تشدید عناصر کو جو پاکستان میں احمدیوں کا وجود تک برداشت کرنے کو تیار نہیں، اور انہیں مرتد کہتے ہیں، احمدیوں کے خلاف جھوٹا پر دینہ کرنے سے باز رکھا جائے اور ان کی تقریبات میں مغل ہونے سے روکا جائے۔ یہ گزارش بھی کی گئی کہ شریوں کے حقوق کو محض اس بنا پر پامال کرنا قرن الصاف نہیں کہ چند تشدید یا بااثر افزاد کی طرف سے گزبرہ کا اندریشہ ہے۔ مزید عرض کیا گیا کہ احمدی ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کو نیز سال بھر کے دوران وقاً "وقاً" جمع ہو کر جلسے کرنا چاہئے تھے جن میں اظہار تسلیک کی خصوصی دعا میں کرنا، اللہ تعالیٰ کے ان احسانات اور نعمتوں کا شکریہ ادا کرنا، جن سے گذشتہ صدی کے دوران انہیں زوازا گیا۔ بچوں اور نوجوانوں کو احتمت کی راہ میں ان کے آباؤ اجداؤ کے ایثار و قربانی اور اس سلطے میں ان پر عائد کی گئی پابندیوں اور نوجوانوں کو ان کے فرائض سے آگاہ کرنا مقصود تھا۔

۴۔ زور دے کر یہ بات کی گئی کہ ایسے جلسے منعقد کرنا اور دیگر افعال انجام دینا، جن کا پروگرام بنایا گیا تھا، احمدیہ برادری کے ہر رکن کا آئینی حق ہے۔ اس لئے حکومت کو ان کے انعقاد کو لیقینی اور محفوظ بنا چاہئے تھا۔ اس حق سے کسی کو اس بنا پر محروم نہیں کیا جاسکتا تھا کہ بعض اشخاص نے احتجاج و مزاحمت کی دھمکی دی تھی۔ فاضل و میل نے دلیل پیش کی کہ اگرچہ ۲۱ مارچ ۱۹۸۹ء کا حکم ۲۵ مارچ ۱۹۸۹ء کو زائد المیعاد ہو گیا اور اس حقیقت کے باوجود کہ اس میں توسعہ نہیں کی گئی ریزیڈینٹ مجسٹریٹ بوجہ غیر قانونی طور پر ۲۵ مارچ ۱۹۸۹ء کا حکم جاری کر دیا، جس میں تنازع فیہ ہدایات درج تھیں۔

سلطان نے قابلی گروپ، لاہوری گروپ اور احمدیوں کی غیر اسلامی سرگرمیوں پر پابندی اور ممانعت (آرڈیننس ۱۹۸۳ء ۱۹۸۴ء کا ۲۰ واں) کے احکام کے تحت جمود تحریرات پاکستان میں داخل کی گئی تھی وفحہ ۲۹۸۔ یہ کی وجہ بوجاہ کو بھی اس بنا پر ملکیت کیا کہ اس سے دستور پاکستان کے آرڈینل نمبر ۲۰ میں دئے گئے بنیادی حق کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ مذکورہ آرڈینل کے تحت ہر شہری کو اپنے نامہ کی وجہ اور اس پر عمل کرنے کا حق دیا گیا ہے،

بہر حال بحث کے دوران فاضل وکیل نے اس لکھتے ہوئے زور نہیں دیا کہ یہ مسئلہ پسلے ہی پریم کورٹ میں زیر سماحت ہے۔ اور وہ اس کا فیصلہ ہونے تک انتظار کرنے کو تیار ہیں۔ یہ بات قابل غور ہے کہ سامان کی طرف سے پیش ہونے والے تمیں وکلاء قادریانیوں کے عقیدہ کی "تبیخ کے حق" پر یقین نہیں رکھتے کیونکہ انہوں نے اپنے استدلال اور موقف کو نہ ہب کی پیروی اور اس پر عمل کرنے کے حق تک محدود مقید رکھا۔

۵۔ مقدمہ کے قانونی پہلوؤں پر دلاکل پیش کرتے ہوئے مشری - اے۔ رجحان نے گزارش کی۔ کہ قادریانیوں پر زیادہ سے زیادہ یہ پابندی لگائی جاسکتی تھی کہ وہ دوسرے لوگوں سے اپنے عقیدہ کی تبلیغ نہ کریں، لیکن انہیں عام جلوسوں میں رسول اکرمؐ کی حیات طیبہ اور دوسرے نہایت موضوعات پر تقاریر کرنے سے نہیں روکا جاسکتا تھا۔ انہوں نے مزید کہا ان تقاریر میں قادریانی جو حوالے دیتے ان کی تجویز و تصریح ان کی کتب میں مذکور فقط نظر کے مطابق کی جاتی۔ حقیقت میں نہ تو پیلک تقاریب منعقد کرنی تھیں، نہ جلوس نکالے جانے تھے، نہ کوئی پختگ تفہیم ہونے تھے، نہ ہی بیرون زدگانے کا پروگرام بنایا گیا تھا۔ اس استدلال کی بیان پر انہوں نے عرض کیا کہ مذکورہ پالا طریقے سے ملکی تقریبات کے انعقاد کو روکا نہیں جاسکتا تھا کیونکہ دستور کے آر نیکل ۲۰۱۶ اور ۲۰۲۰ کے تحت ہر شری اور برادری کو اس حق کی خلافت دی گئی ہے۔ کہ وہ اپنے نہب کی پیروی اور اس پر عمل کر سکتا ہے۔ یہ اپنی برادری کے بچوں یا افراد میں اپنے عقیدہ یا انکار کی تبلیغ کر سکتا ہے۔ انہوں نے مزید عرض کیا کہ ڈسڑک مجھٹیت کے حکم میں جو تنازعہ فیہ بدلیات درج تھیں انہیں ایک ایک کر کے پر کھا جائے یا اجتماعی طور پر جائزہ لیا جائے۔ ان سے بینادی حقوق کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ ان بدلیات کے ذریعے جو مقصد حاصل کرنے کی کوشش کی گئی وہ بینادی حقوق سے متعادم تھا، اگرچہ جشن کا سال گزر گیا ہے۔ تاہم ان کی درخواست غیر موثق نہیں ہوتی کیونکہ اس میں جس حق کا مطابقہ کیا گیا ہے وہ روزمرہ کے معمولات میں سے ہے اور اگر نہب کی پیروی نہیں اس پر عمل کرنے کے حق کی وسعت اور اس کی حدود کا تھیں کریبا جائے تو یہ چیز احمدیوں کے ساتھ ساتھ دوسرے شریوں کو بھی درست لائج عمل اختیار کرنے کی ترغیب دے گی۔

۶۔ فاضل وکیل نے مزید عرض کیا کہ جن امور کی شکایت کی گئی ہے۔ اگرچہ ان امور کی عام جلسہ اور عام مقامات پر انجام دی کے حق سے انکار نہیں کیا جاسکتا، تاہم ان میں سے کوئی ایک کام بھی جائے عام پر کرنے کا پروگرام نہیں تھا۔ انہوں نے وضاحت سے بتایا کہ نہ تو کوئی ایسا پروگرام بنایا گیا تھا، نہ ہی ایسی تقاریر کرنے کا ارادہ تھا جن سے ملکی قانون کی خلاف ورزی ہوتی۔ اندریں حالات ڈسڑک مجھٹیت کا یہ کہنا مسلمانوں کی توبیٰ کرنا ہے کہ ان تقریبات کے

العقاد پر مسلمان احتجاج اور بر بھی کا اظہار کرتے یا اس سے امن عائد میں خلل پڑتا۔ اگر نہ کوہہ بالا امور کی بجا آوری کے موقع پر، بوجصورت دیگر قانوناً درست تھے، تفہیم کا اندریشہ تھا تو اس اندریشہ کو دور کرنے کی تدابیر اختیار کرنی چاہئے تھیں نہ کہ قادیانیوں کو ان سے باز رہنے کی ہدایت کی جاتی۔ اپنے استدلال کی حمایت میں انہوں نے رامنڈا صامن ویو اسٹھانام تحصیلدار ہمام کدار میرا امامت (اے آئی آر ۱۹۳۲ مدرس ۲۹۷) متعلق پر سری کات آر (اے آئی آر ۱۹۳۹ مدرس ۳۱۱) نیز مسماۃ جسودہ یکمrag بام ایپر (اے آئی آر ۱۹۳۹ مسند ۱۹۷) کا حوالہ دیا۔

۷۔ آگے بڑھنے سے پہلے ایک درخواست (دیوانی متفق درخواست نمبر ۵۳ بابت ۱۹۸۹) پر ایک نظر والنا معاشب ہو گا جو فریق مقدمہ ہائے جائے کی خاطر مولانا منور احمد چنیوں کی طرف سے داخل کی گئی تھی تاکہ عدالت کے سامنے مسلمانوں کا نقطہ نظر بھی پیش کیا جائے کیونکہ دنیا کے مسلمان آنحضرت کی قطبی اور غیر مشروط ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔ ان کے نزدیک مرتضیٰ غلام احمد بانی جماعت احمدیہ، ایک مردوں مکار شخص تھا۔ درخواست گزارنے گذارش کی کہ وہ اس مقدمہ کا ایک لازمی فرقہ ہے کیونکہ اس نے میں الاقوای ختم نبوت میں کے عدیدیار کی حیثیت سے احمدیوں کی مذکوہ بالا سرگرمیوں کا نوش لیتے ہوئے، جن سے اسلامی جمورویہ پاکستان کے دستور کی خلاف ورزی کا خدشہ اور مسلمانوں کے مذہبی جذبات کے بھروسے کا امکان تھا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے نمائندہ مددوہین کی معیت میں حکومت پنجاب سے رابطہ قائم کیا۔ قادیانی جشن کے پروگرام کی بابت اپنی گمرا تشویش و اضطراب سے آگاہ کرتے ہوئے مطالبہ کیا تھا کہ ان تقریبات پر فوراً پابندی لگائی جائے، ورنہ ملک گیر سٹل پر شدید ہنگامے شروع ہو جائیں گے یہ کہ حکومت پنجاب نے ان کے مطالبہ پر ہدروانہ غور کرتے ہوئے سالگردہ کی تقریبات پر پابندی لگانے کا فیصلہ کیا تھا۔ یہ درخواست ۱۸ دسمبر ۱۹۸۹ء کو دیے ساعت آئی۔ اس موقع پر سالانہ کے فاضل وکلاء نے تجویز کیا کہ درخواست دہنہ کو اس مسئلہ میں بیان حلی و داخل کرنا چاہئے۔ اور یہ کہ فریق مقدمہ ہائے جائے کی درخواست پر اصل درخواست کے ساتھ غور کر لیا جائے۔ درخواست دہنہ کو بیان حلی و داخل کرنے کی اہانت دے دی گئی اور اس کی درخواست معاصل ہیشیں کی ساعت کے لئے تاریخ ساعت مقرر گروی گئی۔

۸۔ فریق مقدمہ ہائے جائے کی الیک ہی درخواست عبدالناصر مگل ہائی شخص کی طرف سے دی گئی تھی جو عیسائیت سے تعلق رکتا ہے۔ وہ اس استدلال پر مبنی تھی کہ عیسائیت کے خلاف مرتضیٰ غلام احمد کی قادریہ اور اس کا لاثر پھر تمام عیسائیوں کے نزدیک قابلِ موت اور نفرت انگیز تھی۔

ہے۔ درخواست وہ نہ کے فاضل وکیل نے وضاحت سے بتایا کہ ان تقریبات کی مسلم غرض دعایت جماعت احمدیہ کی ۱۰۰ سالہ تاریخ کا اندازہ کرتا تھا، جس میں جماعت کی تحریروں اور اوب سے حوالے لازماً دئے جاتے جن میں حضرت عیسیٰ اور عیسائیت کی بابت انتہائی قابل اعتراض اور توہین آمیز رسمکار کس شامل ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ مرزا علام احمد نے سچ مودود (د) سچ جن کی دوبارہ آمد کی بشارت دی گئی ہے) ہونے کا دعویٰ کیا تھا اور اس کے پیرواء سے سچ مودود مانتے ہیں۔ اس نے یہ مسائیوں کے عقائد اور حضرت عیسیٰ کی عزت و ناموس کی خاطت کے لئے ایسے لفودعویٰ کی تردید و مکذب ضروری تھی۔ ان کی تحریروں میں حضرت عیسیٰ کے خلاف ملامت آمیز مسود نیز ان کے جلوسوں اور تقریبات میں متوقع تھے یہ سائی برادری کے غنیمہ و غصب کا موجب بنتے۔ اس سے احمدیوں اور عیسائیوں کے مابین دشمنی و نفرت میں اضافہ ہوتا اور نقش امن کی تھیں صورت حال پیدا ہو جاتی۔

۹۔ سانان کے فاضل وکلا نے ہر دو درخواستوں کی خلافت کرتے ہوئے اس بات پر نور دیا کہ ان دونوں درخواستوں کو مزید دلائل نے بغیر خارج کرونا جائے۔ یہ بات قابل غور ہے کہ اس نکتہ پر اس وقت نور دیا گیا جب فاضل وکلا میں سے ایک اپنے دلائل مکمل کرچکے تھے اور فاضل ایڈوکیٹ جنرل کے دلائل کا آغاز ہو چکا تھا۔ اس درخواست کو ۲۳ مئی ۱۹۹۰ء کو صادر کردہ حکم کی رو سے نہ تایا گیا، جس میں کہا گیا تھا کہ:—

”اس مرطہ پر فاضل وکیل ہی اے رحمن نے بتایا کہ فرقہ مقدمہ بنائے جانے کی درخواست (سی ایم ۸۹/۵۳۷۷) کا تصفیہ معاملہ کی مزید ساعت کرنے سے پہلے کرونا جائے۔ یاد رہے کہ ہیثیں کی جماعت میں وہ اپنے دلائل پہلے ہی مکمل کرچکے ہیں۔ ستر ہشت لفظ احمد نے اپنے دلائل ختم کر لئے ہیں۔ اب مسئول ایسہ اور درخواست گزار کو جواب دینا ہے۔“

علاوہ پریس ۱۸ دسمبر ۱۹۸۹ء کے حکم میں کہا تھا کہ: ”درخواست وہ نہ کے فرقہ مقدمہ بنائے جانے کی یہ درخواست مسئول ایسہ کی حیثیت سے دی ہے۔ اس کی ایک نقل سانان کے فاضل وکیل کو فراہم کرو گئی ہے۔ انہوں نے تجویز کیا کہ درخواست وہ نہ کے ساتھ کو جاہنے کے وہ اس سلطے میں بیان طلبی داخل کرے۔ نیز یہ کہ اس کی درخواست کی ساعت ہیثیں کے ساتھ کی جائے۔ درخواست گزار کے فاضل وکیل نے تجویز سے اتفاق کیا کہ تحریری بیان داخل ہو لینے والی جائے اور اس درخواست نیز اصل ہیثیں پر دلائل کا آغاز ۲ جنوری ۱۹۹۰ء سے کیا جائے۔“

اندریں حالات اس مرطہ پر فرقہ مقدمہ بنائے جانے کی درخواست پیش کرنا دراصل کارروائی کو طول دینے کا ایک حرہ ہے جس سے ہیثیں میں انعامیاً کیا اصل معاملہ کھلائی میں پڑ جائے گا۔ پس اس معاملہ کا فیصلہ اصل ہیثیں کے ساتھ کیا جائے گا جیسا کہ خود فاضل وکیل

نے تجویز کیا ہے، مسئول ایمان اور درسرے اپنے دلائل شروع کر سکتے ہیں۔”

۴۔ جمال نکل درخواست گزاروں کے بطور مسئول ایمان فرقہ مقدمہ بنانے جانے کا تعلق ہے۔ یہ بات قابل غور ہے۔ ابتدا میں فاضل وکیل کو جیسا کہ محسوس ہوتا ہے، درخواست کی ساعت پر کوئی اعتراض نہیں تھا کیونکہ انہوں نے خود ہی تجویز پیش کی تھی کہ درخواست گزار کو پہلے تحریری بیان داخل کرنے کا موقع دیا جائے۔ درخواست گزار نے عام مسلمانوں کی نمائندگی کرتے ہوئے قادریات کے خیالات کی خلافت اور صد سالہ جشن کی تقریبات پر زبردست احتجاج کیا تھا۔ جس کی بناء پر صوبائی حکومت نے ان تقریبات پر پابندی عائد کر دی تھی اور ڈسڑکت مجسٹریٹ نے زیر بحث انتہائی احکام جاری کئے تھے۔ درخواست گزار کا موقف یہ تھا کہ ساعت کے دوران ان کا موجود ہوتا ضروری ہے تاکہ وہ یہ ثابت کر سکے کہ اندروں ملک قادریات کا عام اجتماعات میں مذہبی موضوعات پر قادریات کے پردہ میں تبلیغ کرنا ازروئے قانون مندرج اور جرم ہے۔ عیسائی درخواست گزار کے فاضل وکیل نے بھی ایسا ہی موقف اختیار کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ قادریات کی طرف سے مذہبی موضوعات پر بحث مباحثہ اور شفہی تعلیم امن پر تبلیغ ہوتا کیونکہ ان کے افکار و تعلیمات نہ صرف مسلمانوں بلکہ عیسائیوں کے بھی مذہبی جذبات کو مشتعل کرنے والی ثابت ہوتیں۔ یہ بات قابل غور ہے کہ صد سالہ سالگرہ کا سال گزر جانے کے باوجود اس درخواست پر اس لئے دوزخ دیا جائیا ہے کہ ان کے افکار و خیالات کی تبلیغ کے لئے مذہبی اجتماعات منعقد کرنے کے حق کا تعین کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ ایسا کرنا غیر امکن جماعت احمدیہ کے روزمرہ معمولات کا ایک حصہ ہے اور اس میں نکل نہیں کہ روزمرہ معمولات کا حصہ ہونے کی بناء پر اس کا تعلق مسلمانوں، عیسائیوں اور درسرے تمام شرکوں سے ہے۔ اس لئے وہ اس ہیئت کے خلاف سے جانے کے حقدار ہیں۔ چنانچہ دونوں درخواستیں برائے ساعت منظور کی جاتی ہیں اور درخواست گزاروں کو بطور مسئول ایمان مقدمہ کا فریق بنانے کی اجازت دی جاتی ہے۔ اس طرح یہ دونوں درخواستیں متناوی گئیں۔

۵۔ اب دوسری درخواست کو لیتے ہیں۔ یہ ایام ۱۹۵۱ء اس وقت داخل کی گئی جب سالان کے فاضل وکیل مشری۔ اے۔ رحمان نے اپنے دلائل مکمل کر لئے تھے۔ اور مولانا منظور احمد چنیوں کے فاضل وکیل مسٹر اسماعیل قریشی نیز فاضل ایڈوکیٹ جزل فریق خلاف کے وکیل کے پیش کردہ مباحثت کے جواب میں کچھ معمولات پیش کر کچھ تھے۔ فاضل ایڈوکیٹ جزل نے بحث شروع کرنے سے پہلے ایک فرست داخل کی جو ظاہر کرتی تھی کہ وہ مرزا غلام احمد کے افکار کو کس موضوع کے تحت زیر بحث لا کیں گے جیسا کہ وہ خیالات مرزا صاحب کی کتابوں میں موجود ہیں۔ جنہیں صد سالہ جشن کی تقریبات میں وہ رایا جانا تھا۔ انہوں نے واضح کیا کہ مرزا —

صاحب اور ان کے حاریوں کی یہ تحریکیں جن کی نشاندہی عدالت میں پیش کردہ درخواست میں کی گئی ہے۔ نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا بھر کے مسلمانوں کے نہیں محسوسات کو مشتمل و مجموع کرنے والی ہیں جو روز اول سے ان افکار و نثار شات کی خلافت کرتے چلے آ رہے ہیں۔ گذشت ۱۰۰ برسوں کے دوران انہوں نے مرزا صاحب کے کذب و افتری کو طشت ازیام کرنے کے لئے قدم تقدم پر قریباً ڈی ہیں۔ عام اجتماعات میں ایسے افکار کا تذکرہ و اعادہ نہ صرف ارٹکاب جرم کے مترادف ہوتا بلکہ مسلمانوں میں وسیع یکانہ پر شدید غم و غصہ کو ایجاد نہیں کا سبب بنتا۔ اور اس سے نقص امن کو خطہ لاحق ہونا ناگزیر ہو جاتا۔ انہوں نے وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ جشن کی تقریبات منعقد کرنے، جماعت احمدیہ کی تاریخ کو وہرانے، مرزا صاحب کے مقام و حیثیت کو اجاگر کرنے اور اس کی تعلیمات کو عام کرنے سے امن و امان کی صور تحال پر جو ارشادات مرتب ہوتے اُنہیں تاریخی پس منظر میں دیکھنا چاہئے۔ جس میں احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا دستوری فیصلہ بھی شامل ہے۔ تاہم فاضل ایڈووکیٹ جنzel یا دوسرے وکلاء کی طرف سے مذکورہ بالا موضوعات کو زیر بحث لانے سے قبل ہی سالانہ نے اس امر کی درخواست پیش کروی کہ پیشیں میں محض ڈسڑکت مجھیٹ کے حکم کی قانونی حیثیت کو چیخع کیا گیا ہے اور یہ استدعا کی گئی ہے کہ ۲۵ مارچ ۱۹۸۹ء کے حکم کو کالعدم تحریرتے ہوئے مسئول ایمان کو بہادیت کی جائے کہ وہ سالان کے بنیادی حق کے استعمال میں رکاوٹ نہ ڈالیں۔ لیکن ۸ مئی ۱۹۹۱ء کو اپنے دلاکل کے دوران فاضل ایڈووکیٹ جنzel نے اعتقادی اختلافات اور نہیں مباحثہ چھیڑ دئے۔ اپنی گزارشات میں جب انہوں نے سالان کے ساتھ بعض عقائد کو منسوب کئے تو انہوں نے ان عقائد کو غلط فہمی پر منی قرار دیتے ہوئے مسترد کر دیا۔ درخواست کی تائید میں ایک حلیفہ بیان داخل کیا گیا جس میں کہا گیا تھا کہ قانونی سائل کے تعریفی میں عقیدہ و مسلک کی بات کرنا سراسر غیر متعلقہ اور خارج از بحث معاملہ ہے کیونکہ نہیں بحث و مناقہ کے لئے عدالت ہذا موزوں فورم نہیں ہے۔ رٹ پیشیں میں کسی نہیں عقیدہ کا فیصلہ یا اس کی بابت اعلان کرنے کی استدعا نہیں کی گئی، نہ ہی عدالت کو اس بارے میں اختیار حاصل ہے۔ یہاں فرق خالف نے سالان کے عقیدہ کی بابت غلط فہمی اور لا علمی پر منی غلط دعویٰ کئے ہیں۔ اس سے جماعت احمدیہ کے خلاف نفرت و عداوت پھیلنے کا امکان ہے۔ عدالت میں جن الزامات کی تکرار کی گئی، وہ قوی اخبارات میں شائع کر دئے گئے اور ان کی زبردست تشبیر دیکھنے میں آئی جس میں ان کے عقیدہ کو توہین آمیر طریقہ سے غلط رنگ میں پیش کیا گیا، مسئول ایمان عدالت ہذا کو احمدیہ پر برادری کی ذلت و رسائی کا سامان بھیم پہنچانے اور ان کے خلاف بعض و نفرت پھیلانے کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ اس موقف کی بنیاد پر استدعا کی گئی کہ بحث کو صرف قانونی سائل تک

محدو و مقید کیا جائے اور اس امر کی ہدایت جاری کی جائے کہ پرنس میں طفین کی درست،
کیساں اور ساوی کو تجھ کو بیٹھنی ہاتا جائے۔ اس درخواست پر مسٹر بھرط لطیف احمد نے دلائل
ٹھیک کئے۔ انہوں نے گزارش کی کہ اس درخواست کا فیصلہ فاضل ایڈوکیٹ جنل اور مسئول
ایسان کے وکلاء کو دلائل شروع کرنے کی اجازت دینے سے پہلے کرو جائے۔

فاضل ایڈوکیٹ جنل نے اپنے دلائل میں قاویانی برادری کی ان تصنیفات کی نشاندہی
کی، جن کے حوالے سے وہ یہ ثابت کرنا چاہیجے ہیں کہ اگر ان کتابوں میں درج افکار و نظریات
کا کٹلے بندوں پر چار کرنے کی اجازت دے دی جاتی تو وہ تعریرات پاکستان اور قانون کے تحت
اڑکاب جرم کے مترادف ہوتی اور یہ چیز مسلمانوں کی بھاری اکثریت والے ملک میں ان کے
نمہیں جذبات کو برا گیخت کرنے کا موجب ہوتی اور فرقہ دارانہ نسادات کو ہوا ہی، انہوں نے
مزید کہا کہ عائد کردہ پابندی خود ان کے اپنے مقادیں ہے، کیونکہ پیک میں ان کے رویہ و عمل
کا نتیجہ باہمی تصادم کی صورت میں ہتا، جس سے خود ان کی سلامتی خطرے میں پڑ جاتی۔ انہوں
نے وضاحت سے بتایا۔ سالان انہی میشین میں خود کہہ چکے ہیں کہ ان اجتماعات میں نہیں
 موضوعات بیشول رسول اکرم کی سیرت پاک اور مرزا صاحب کے حالات زندگی کے بارے میں
تقریر ہونا تھیں، اب وہ یہ نہیں کہہ سکتے کہ اعتمادی اختلافات اور نہیں مبادث پر ٹھکو کرنے
کی اجازت نہ دی جائے۔ انہوں نے مزید کہا کہ بالی جماعت احمدیہ اور اس کے حواریوں کی
تعلیمات و تحریروں کی اشتعال اگیزی کو عربان کرنا اعتمادی اختلافات کو چھیڑنا نہیں، بلکہ اس تباہ
کن تاثر کو اجاگر کرنا مقصود تھا جو ان افکار و تعلیمات کے پرچار سے امن عامہ کی صورت حمال پر
مرتب ہوئے۔ یہ کہنا غلط ہے کہ ایسا کر کے وہ نہیں عقیدہ سے متعلق سوالات حل کرنا چاہیجے
ہیں، حقیقت یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے اراکین اپنے مذہب کی ہیروی اور اس پر عمل کرنے
میں مکمل طور پر آزاد ہیں۔ ان کا مذہب اچھا ہے یا برا، نہیں اس سے کوئی سروکار نہیں، تاہم
جب وہ اپنے عقیدہ پر اس طرح عمل کرنا چاہیں جو دوسروں کو اپنی طرف متوجہ کرنے یا ان کے
نمہیں جذبات کو برا گیخت کرے، تو خواہ وہ ہوں یا کوئی اور، ملکی قانون کی نظر میں جرم کا اڑکاب
کرتا ہے۔ اس لئے ان کی کتابوں کے ان نہیں موضوعات سے عدالت کو آگاہ کرنا میرا حق ہے
جو نہیں نقطہ نظر انتہائی حساس نویست کے ہیں اور ان کی نشوشا اشتافت اڑکاب جرم کے
مترادف ہے۔ اور زیر و فتح ۱۳۲۳ احتیاطی تداہ برلوئے کار لانے کا جواز فراہم کرتے ہیں۔

۱۲۔ سالان کی رث میں جو اعتراض کیا گیا اسے ان وجوہات کی ہاتا پر مسٹر کروڈا گیا۔
جنہیں بعد ازاں قلبند کیا جائے گا۔ فریقین کے فاضل وکلاء کو بیٹھا گیا کہ وہ یہ بات ثابت کرنے
کے لئے مرزا صاحب اور اس کے حواریوں کی تعلیمات و افکار کے حوالے دے سکتے ہیں جیسا۔

کہ وہ ان کی اصل تصانیف میں موجود ہیں کہ آیا وہ تحریریں مسلمانوں اور عیسائیوں کے مذہبی چیزیات کو مشتمل کرنے والی ہیں یا نہیں؟ نیز وہ زیر و فتح ۱۳۲ کاروانی اور حکومت پنجاب کی طرف سے صد سالہ تقریبات پر لگائی گئی پابندی کا جواز فراہم کرتی ہیں یا نہیں؟ مذکورہ بالا حکم کی وجوہات ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

۱۳۲۔ سالان کے فاضل و کیل مسٹر میر الطیف احمد نے اس دلیل کی تائید میں مجموعہ ضایعات دیوبانی کی وفعہ کے حوالے سے کہا کہ عدالتیں مذہب سے متعلق تازیعات یا ایسے سوال کا فیصلہ کرنے کی مجاز نہیں کہ آیا کسی شخص کا مذہب اچھا ہے یا برا؟ نہ ہی انسیں اعتقادی اختلافات یا مذہبی مباحث کو نہیں کہا افیکار حاصل ہے۔ جبکہ یہاں احمدیہ جماعت کی طرف سے مذہب کی تبلیغ کرنے کے حق کے بارے میں کوئی دعوے زیر بحث نہیں، نہ ہی اس کا فیصلہ کرنے کی استدعا کی گئی ہے۔ یہ دلیل جس انداز میں پیش کی گئی ہے اس سے معاملہ کی وہ صورت حال سامنے نہیں آتی جیسی کہ رشت میں ظاہر کی گئی ہے یادِ الٰت کے روپ و سوال انھیاً گیا ہے۔

در اصل یہ درخواست اصل مسئلہ کو نگاہوں سے او جمل کرنے کا ایک حصہ ہے۔ سالان کا کیس یہ ہے کہ ان اجتماعات میں سمجھ دیگر امور کے، رسول اکرمؐ کی سیرت پاک و ارشادات اور ان کے بارے میں مذہبی موضوعات پر اعتماد خیال کیا جانا تھا۔ انہوں نے سوال کیا۔ ایسے مباحث پر خواہ انسیں احمدی نقطہ نظر سے کیوں نہ پیش کیا جاتا، کیسے پابندی لگائی جاسکتی ہے؟ فاضل و کیل کے مطابق ان تقریبات میں تمام کام قانون کے وائرے میں کئے جانے تھے۔ مسئول ایساں کے بقول ان ہر دو دلائل کے بطلان کے لئے باقی جماعت احمدیہ کی اصل، مستند اور معروف و مسلسلہ کتابوں میں درج افکار و تعلیمات کا حوالہ رہا ضروری تھا۔ یہ کتنا غلط ہے کہ وہ شخص چند متشدلوگ تھے جن کی طرف سے ناموافق رد عمل کا اعتماد کیا جاتا یا امن و امان کا مسئلہ پیدا ہوتا۔ احمدیہ مذہب کی پوری تاریخ اور بر صیرکے مسلمانوں کی طرف سے اس کی جو شدید مخالفت کی گئی، وہ ظاہر کرتی ہے کہ وہ شخص ممکن بھر متعصب آدمی نہیں جو ان کی مراجحت پر کمرستہ ہیں بلکہ عامۃ المسلمين قادیانیوں کے افکار و نظریات کو اپنے مذہب اور مذہبی چیزیات کی توہین کرنے والا سمجھتے ہیں۔ ان کی کتابوں سے حوالے دینے کا مقصد یہ تھا کہ ان پہلوؤں کو نہیاں کیا جائے اور اپر لفڑ کروہ دونوں دلیلوں کا توڑ کیا جائے۔ اس سے یہ ثابت کرنا ہرگز مطلوب نہیں کہ سالان کا مذہب اچھا ہے یا برا، یا یہ کہ وہ اپنے مذہب کی پیروی یا اس پر عمل کرنے کے مجاز نہیں، نہ ہی اعتقادی اختلافات کا حل تلاش کرنے کی غرض سے مذہبی بحث چھیڑنا، مقصود تھا۔ قادیانیوں کے ساتھ مذہبی بحث و مناقلوں میں پڑنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ مرا صاحب نے جس قسم کے مذہب کی تلقین و تبلیغ کی اور قادیانی جس مذہب کے

پیروکار اور وفادار ہیں۔ رسول اکرمؐ کے زمانہ سے لے کر اب تک تمام ممالک کے مسلمان اسے اسلام کے اساسی نکات کے خلاف گستاخانہ توہین آمیز، اشتغال اگنیز، گمراہ کن اور بے ادب پر بنی سمجھتے آئے ہیں۔ وہ تمام مسلمان جو اسلام اور ختم نبوت کے ماہین قائم رشتہ و تعلق میں یہی مداخلت کے روادار نہیں، مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت سے سخت برگشته ہیں اور اسے یکسر مسترد کرتے ہیں۔ قادریوں کے نزدیک غیر قادریانی یا غیر احمدی کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ اس طرح انہوں نے اپنی علیحدہ امت بھالی ہے جو امت مسلمہ کا حصہ نہیں، یہ بیز خود ان کے طرز عمل اور عقائد سے ثابت ہے، وہ خود کو مسلمانوں کے فغم البدل کے طور پر پیش کرتے ہیں اور مسلمانوں کو اپنی ملت سے خارج گرداتے ہیں۔ احمدی لوگ حکومت برطانیہ کے زیر سایہ خود کو مسلمان ظاہر کر سکتے تھے، اب ایسا نہیں کر سکتے۔ کیونکہ مسلمانوں کے نزدیک مرزا غلام احمد امت مسلمہ میں انتشار و تفرقی پیدا کر کے انگریزوں کے مفادات کے لئے کام کرتا رہا تھا۔ امت مسلمہ کے اتحاد و یک جتی کے متعلق اسلامی معاشرہ کے علمی اصحاب فضل و کمال کی آراء کا نچوڑی ہے کہ ”یہ امت محض عقیدہ ختم نبوت کی بدولت انتشار سے محفوظ ہے۔“ انہوں نے مزید کہا۔ اگر کسی قوم کی یہ جتنی کو خطہ لاحق ہو جائے تو اس کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں رہ جاتا کہ وہ انتشار و تفرقی پیدا کرنے والی قوتوں کے خلاف اپنا وفاع کرے اور خفاظت خود اختیاری کا طریقہ اس کے سوا اور کونسا ہو سکتا ہے کہ مقاوم تحریروں اور ایسے شخص کے دعاویٰ کی تروید و تکذیب کی جائے جسے مورث قوم ایک مذہبی زمانہ ساز اور عیار بمجھی ہے؟ کیا ایسی صورت میں اس مورث قوم کو جس کی یہ جتنی معرض خطر میں پڑھکی ہو، تحمل و رواداری کی تلقین کرنا اور باقی گروپ کو بلا خوف و خطر اپنا پروپیگنڈہ جاری رکھنے کی اجازت دینا قرن انساف ہو سکتا ہے؟ جبکہ وہ پروپیگنڈہ مورث قوم کے نزدیک انتہائی غلیظ و بیہودہ ہو۔“

(Thoughts and Reflections of Iqbal P-263)

مسلمانوں اور احمدیوں کے ماہین کوئی نقطہ اشتراک نہیں ہے کیونکہ مسلمانوں کا ایمان ہے کہ نبوت و رسالت رسول اکرمؐ پر ختم ہوتی، اس کے بر عکس احمدی مرزا صاحب کو نیا نبی مانتے ہیں۔ یہ بات قابل غور ہے کہ احمدی زیر اعتراض افکار یا استدلال کی جو وضاحت پیش کرتے ہیں کہ ان افکار کی تعبیر و تشریح ایک مخصوص طریقہ سے کی جاتی چاہئے۔ اور انہیں ایک خاص زاویہ نظر سے دیکھا جانا چاہئے مگر انہیں اسلامی احکام کے موافق ہیا جائے۔ ان کی گمراہی میں اترنے کی ضرورت نہیں۔ ایسا کیا جائے تو اعتقادی اختلافات کو ہواداریے کا الزام دیں۔ دوسرے این وضاحتوں، جوازات اور عمارت کو امت مسلمہ کب کا مسترد کر سکتی ہے۔

ہے۔ جس اس دعویٰ میں کوئی وزن نہیں کہ ان افکار و خیالات سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو خیس لکھنے کا کوئی اختلال نہیں۔ یہ استدلال کہ اگر کسی شخص یا جماعت اشخاص کا عقیدہ زیر بحث ہو تو اس عقیدہ کی باہت نہ کورہ بالا شخص یا اشخاص کے اختیار کردہ موقف یا پوزیشن کو اس گروپ میں موجود مضموم کے حوالہ سے اس کی تصدیق کرنا لازم ہوتا ہے اور یہ کہ افراودی مخصوص خیال یا رائے کو اس شخص یا اشخاص کے موقف یا نقطہ نظر کے طور پر قبول نہیں کیا جاسکتا۔ بیان کی حد تک تو برا اچھا لگتا ہے تاہم یہ استدلال زیر بحث صورتحال پر منطبق نہیں ہوتا کیونکہ مسئلہ کسی خیال یا عقیدہ کو ذاتی طور پر اپنانے کا نہیں، بلکہ اس کی اعلانیہ تبلیغ و پرچار کرنے یا ایسے طریقہ سے اس کی پیروی کرنے کا ہے۔ جس میں تشبیر و اشاعت کو نمایاں دخل ہو، علاوہ ازیں ان عبارات و افکار کی جو وضاحتیں اور جواز پیش کیا جاتا ہے۔ مسئلول ایسہ حکام ان پر نہیں جاتے، وہ واقعیتی پوزیشن کوئی تسلیم کرتے ہیں۔ اگر ان کی رائے میں معقول و جوہ موجود ہوں تو وہ متعلقہ قانون کے احکام (دفعہ ۱۳۲ ض ف) کے تحت کارروائی کر گرتے ہیں۔ یاد رہے اس مرحلہ پر سماں کے فاضل وکیل نے کتابوں کی فوتو شیٹ نقول پیش کرنے پر یہ کہہ کر اعتراض کیا کہ جن کتابوں سے یہ اقتیاسات لئے گئے ہیں۔ وہ کتابیں پیش کی جانی چاہئے تھیں۔ جب مسئلول ایمان نے اصل کتابیں پیش کر دیں تو فاضل وکیل سے کہا گیا اگر وہ جاہیں تو ایسی کتب کی ایک فرشت دے دیں جنہیں اقتیاسات کے سلسلہ میں وہ دکھنا چاہجے ہیں، نہ کبھی وہ فرشت دا خل کی گئی نہ ہی زبانی طور پر اسی اغفال و عبارات کی نشاندہی کی گئی۔ اس کے بر عکس مسٹر محیب الرحمن جنہوں نے اس پہلو پر مقدمہ کی پیروی کی، یہ ذمہ داری سماں پر ڈال دی، انہوں نے خود کو اس کے پیش کرنے کا پابند نہیں کیا۔

۲۲۔ سماں کے فاضل وکلاء نے مجموع ضابطہ دیوانی کی دفعہ ۹ کا جو حوالہ دیا ہے، وہ غیر متعلق اور ہے محل ہے۔ یہ دفعہ دیوانی عدالتوں کے اس عمومی اختیار ساعت سے بحث کرتی ہے جس کے تحت دیوانی نویت کے مقدمات کی ماعت کرتی ہیں۔ اس کے انتظام پر جو "تفصیل" درج ہے اس میں کہا گیا ہے کہ ایسے مقدمات جن میں مذہبی رسوم یا تقویات سے متعلق مسائل شامل ہوں، مخفی دیوانی نویت کے مقدمے نہیں ہوتے، جب تک ان سوالات سے کوئی مالکانہ حق یا حصول منصب کا حق پورستہ نہ ہو۔ عدالت کے سامنے ایسا کوئی سوال نہیں اٹھایا گیا۔ یہ ایسی رٹ پیشی ہے جو دستور کے آرٹیکل ۱۶۹ کے تحت عدالت ہذا کو حاصل غیر معمولی آئینی اختیار ساعت سے داوری کی خواہا ہے۔ اس رٹ میں دستور میں شامل بنیادی حقوق کے حوالہ سے وہ احکام وہیات جاری کرنے کی استدعا کی گئی ہے اس میں کسی نہ ہب کی پیروی اور اس پر عمل کرنے کے حق سے مددی گئی جگہ نہ ہب اور افکار و خیالات کی تبلیغ کرنے

کے حق سے مدد نہیں مانگی گئی، نہ ہی اس پر نور دیا گیا۔ بلکہ قصداً ”اپنے دلائل اس حد تک محدود رکے۔ اس سیاق و سبق میں مسئول ایسیان نے ان دلائل کا جواب دینے کی ضرورت محسوس کی اور یہ ثابت کرنا چاہا کہ اگرچہ یہاں تبلیغِ مذہب کا حق زیر بحث نہیں، تاہم جو موقف اختیار کیا گیا، جو دلائل پیش کئے گئے اور جس دادرسی کی استدعا کی گئی، اگر وہ عطا کروی جاتی تو اس کا تبلیغ لازماً یہ لکھا کہ قادریانی مذہب اور زیر اعتراض افکار و نظریات کی اعلانیہ یا پوشیدہ بے خوف و خطر تبلیغ یقینی بن جاتی۔ پس جو سوالات اٹھائے گئے ہیں، ان پر کسی دیوانی عدالت میں زیر وفعہ ضابطہ دیوانی نور نہیں دیا جا رہا ہے۔ اس مرحلے پر یہ واضح کرنا مناسب ہو گا کہ سالمان کے فاضل وکلاء نے عرض کیا تھا کہ زیر بحث مسئلہ صد سالہ جشن کا سال گزر جانے کے باوجود ایک جیتا جاتا مسئلہ ہے۔ اگر ان کے حسب پروگرام تعریبات مٹانے کا مطالبہ مان لیا جائے اور عدالت کی طرف سے اس بارے میں حکم صادر کر دیا جائے تو وہ ان تعریبات کو اب بھی منعقد کر سکتے ہیں۔ اس لئے عدالت کو مذکورہ بالا سیاق و سبق میں اٹھائے گئے سوالات کا تجویز کرنا پڑا۔ فاضل وکلا کو مکمل آزادی دی گئی کہ وہ جتنی دیر چاہیں دعاوی اور دلائل پیش کریں۔ بشرطیکہ وہ مذکورہ سیاق و سبق سے متعلق ہوں، ان سے باہر نہ ہوں۔ البتہ ان افکار و خیالات اور وضاحتیں کے اخلاقی پسلوکی بابت جوان زیر بحث افکار کے جواز کو ثابت کرنے کی غرض سے کئے گئے، ان کی اجازت نہیں دی گئی۔ کیونکہ ڈسٹرکٹ محکمہ ہٹ اور صوبائی حکومت کو ان جوازات کے بارے میں جانے کی ضرورت نہیں تھی۔ یہ وضاحت کہ پچھلی پوری صدی کے دوران مسلمانوں نے مرزا صاحب کے عقائد اور تعلیمات کو غلط سمجھایا اُسیں غلط معنے پہنانے اور اب ان کی تصحیح کی جا سکتی ہے۔ معاملہ کی موجودہ صورت حال کے سیاق و سبق میں غیر متعلقہ ہے۔ یہاں یہ باتا مناسب ہو گا کہ یہ ساری وضاحتیں اور جواز معدہ زیر اعتراض افکار مجتبی الرحمن نام و ملک پاکستان (پی ایل ڈی ۱۹۸۵ء ایف ایس سی) (۸) نامی مقدمہ میں پیش کی جا ہو گی ہیں۔ جن پر وفاقی شرعی عدالت نے ان پر پوری طرح غور و خوض کیا اور اپنے فیصلہ میں ان کی بابت اپنی رائے کا اظہار کیا۔ یہ فیصلہ اور مسلمہ معاملہ ہے۔ عدالت ہذا بھی اسے تسلیم کرنے کی پابند ہے۔ مذکورہ بالا عدالت نے اپنے فیصلہ کے صفحہ ۸۲ پر درج ذیل رائے کا اظہار کیا تھا:

”یہ یہ بات تک و شبہ کے ادنیٰ شایبہ کے بغیر ثابت ہو چکی ہے۔ جیسا کہ سر ظفرالدین خان نے کہا تھا: ”یا تو پاکستان میں رہنے والی اکثریت کے لوگ کافر ہیں یا پھر قادریانی کافر ہیں۔“ جس کے معنے یہ ہوئے کہ یہ دونوں ملتیں ایک نہیں ہو سکتیں اور مسلمان و قادریانی ایک امت کے فرو نہیں بن سکتے۔ دونوں کے مابین کوئی نقطہ اشتراک و تحداد نہیں، کیونکہ مسلمان ختم نبوت

پر غیر مشروط ایمان رکھتے ہیں جبکہ قادری اس کے قابل نہیں؛ وہ مسلمانوں کے برعکس مرد اور صاحب کو ایک نیا نجی مانتے ہیں۔۔۔۔۔

اس سے ظاہر ہوا کہ یہ دونوں ایک ہی امت سے تعلق نہیں رکھتے۔ اس سوال کو حل نہیں کیا گیا کہ دونوں گروہوں میں سے کونا اصل مسلمان ہے۔ کیونکہ بر طافوں ہند میں اس کا فیصلہ کرنے کے لئے کوئی فورم موجود نہیں تھا۔ تاہم ایک اسلامی ریاست میں جہاں اس مسئلہ کا حل کرنے والے اوارے موجود ہیں، اسے حل کرنے میں کوئی دشواری نہیں۔

مجلس دستور ساز کے علاوہ وفاقی شرعی عدالت بھی اسے حل کرنے کی قبولنا "مجاز ہے"۔ پس ثابت ہوا کہ مسلمان اور احمدی دو الگ اور جداگانہ وجود ہیں۔ جماعت احمدیہ اور اس کے بانی کی کتب سے حوالے پیش کرنا اور دونوں علیحدہ جداگانہ ملوٹوں میں اتفاقی تفرقی کے لئے بلکہ زیر بحث احکام و ہدایات جاری کرنے کی ضرورت جواز کو ثابت کرنے کے لئے بھی ضروری ہے۔ ان وجوہات کی بنا پر متفق درخواست (سی۔ ایم۔ ۸۹-۲۰۳۹) خارج کی جاتی ہے۔

۱۵۔ اب اس مقابله فیہ مسئلہ پیش کے مقابله معاملہ کو میراث پر جانچنے کا مرطہ آگیا ہے سالانہ نے اپنی رث میں حسب ذیل کو جلیل کیا ہے لیعنی:

۱۔ صوبائی حکومت کی طرف سے ۲۰ مارچ ۱۹۸۹ء کو صادر کردہ حکم جس کی رو سے صد سالہ جشن کی ان تقریبات پر پابندی لگائی گئی جن کا اعلان اور تشریف احمدیہ برادری کی مقابی تخلیق کے عمدیدار ان نے کی تھی۔

۲۔ جنگ کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی طرف سے مورخ ۲۱ مارچ ۱۹۸۹ء کو زیر دفعہ ۱۳۳ جاری کردہ حکم اور

۳۔ روہ کے ریڈیٹٹ مجسٹریٹ کی طرف سے ۲۵ مارچ ۱۹۸۹ء کو جاری کیا گیا حکم: "ذکورہ بالا احکام کو منجد و میر امور کے، ان وجوہات کی بنا پر جلیل کیا گیا تھا کہ عائد کردہ پابندی آئین کے آرٹیکل ۲۰ میں ہر شری کو اپنے ذہب کی پیروی اور اس پر عمل کرنے کے بنیادی حق کی حفاظت دی گئی ہے، یہ پابندی اس حق کو پال کرتی ہے زیر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جنگ نے زیر دفعہ ۱۳۳ جو حکم جاری کیا تھا وہ خلاف قانون ناجائز، بے موقع اور دخل در مقولات کے مترادف ہے۔ چونکہ رث میں اصل حملہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ و ریڈیٹٹ مجسٹریٹ کے احکام پر کیا گیا تھا اس لئے بفرض حوالہ اور استفادہ دونوں حکم ذیل میں نقل کئے جاتے ہیں۔"

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے ۲۱ مارچ ۱۹۸۹ء کو جو حکم جاری کیا اس میں کما گیا تھا۔ "چونکہ مجھ پر واضح اور عیاں کیا گیا ہے کہ مبلغ جنگ کے قادری اس کے قابل ہے ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کو قادریت کے صد سالہ جشن کی تقریبات منعقد کرنے والے ہیں، جس کے لئے انہوں نے

عمارتوں پر چراغاں، مکانوں کی سجاوٹ، آرائشی دروازوں کی تیاری، جلوسوں کا اہتمام، جلوسوں کے انعقاد، بھنلوں کی تقسیم، دیواروں پر پوسٹروں کی چیپائی، ملھائیوں کی تقسیم خصوصی کھانوں کا انتظام، نیجوں، جبندیوں اور جبندیوں کی نمائش وغیرہ کا بندوبست کر لیا ہے۔ مسلمانوں کی طرف سے اس پر شدید اعتراضات و احتجاج کا سلسلہ جاری ہے اور اس سے عام لوگوں کے امن و امان اور سکون و اطمینان میں خلل پڑنے کا قوی امکان ہے جس سے انسانی جان و مال کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے اور چونکہ حکومت پنجاب کے ہوم ڈپارٹمنٹ نے مورخہ ۲۰ مارچ ۱۸۹۶ء کو ٹیلی فون پر پیغام نمبرے آئی۔ اسی نمبرے پر ۸۸۔ ۱۱۱ کے ذریعے ان تقریبات پر پورے پنجاب میں پابندی لگانے کا فیصلہ کیا ہے۔

اور چونکہ مجموعہ تحریرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۸۔ ۵ میں کہا گیا ہے کہ قادریانی گروپ کا کوئی شخص جو خود کو اعلانیہ یا بصورت مسلمان ظاہر کرے، کلاعے یا اپنا نامہب اسلام بتائے، اپنے نامہب کی دوسروں میں تبلیغ کرے، یا ائمیں زبانی یا تحریری طور پر اسے قبول کرنے کی دعوت دے، یا کوئی اور طریقہ، خواہ کوئی بھی ہو، بروئے کار لائے جس سے مسلمانوں کے نہیں جذبات مشتعل ہوتے ہوں، وہ موجب تحریر ہو گا۔

اور چونکہ میری رائے میں نیز حکومت پنجاب کے فیصلہ اور مجموعہ تحریرات پاکستان کے احکام کا تقاضا بھی یہی ہے کہ فوری روک تھام مناسب ہو گی اور دفعہ ۱۳۲ کے تحت کارروائی کی معقول وجوہ موجود ہیں اور ذیل میں درج کی گئی ہدایات انسانی جان و مال کو لاحق خطرہ نیز امن عائد اور سکون و اطمینان میں پڑنے والے خلل کی روک تھام کے لئے ضروری ہیں۔ اس لئے اب میں چودہ برسی مسلم ڈسٹرکٹ محکمہ جنگ میں بنتے والے قادریانیوں کو مندرجہ ذیل سرگرمیوں سے باز رہنے کی ہدایت کرتا ہوں۔

- (i) عمارتوں اور احاطوں پر چراغاں
- (ii) آرائشی گیٹ لگانا۔
- (iii) جلوسوں اور جلوسوں کا انعقاد۔
- (iv) لاڈو ٹینکریا میگا فون کا استعمال۔
- (v) نمرے بازی۔
- (vi) نیجوں، جبندیوں اور جبندیوں کی نمائش۔
- (vii) بھنلوں کی تقسیم، دیواروں پر پوسٹروں کی چیپائی نیز دیواروں پر اشتماروں کی لکھائی۔
- (viii) ملھائیوں اور اشیائے خورد و نوش کی تقسیم۔
- (ix) کوئی اور سرگرمی جو براہ راست یا بالواسطہ طور پر مسلمانوں کے نہیں جذبات کو مشتعل یا

محروم کرے۔ یہ حکم فوری طور پر نافذ ہو گا اور دو ماہ تک موثر رہے گا۔

اس حکم کی میعاد ختم ہو جانے کے باوجود ہر کام جو کیا جائے، ہر قدم جو اٹھایا جائے، ہر فعل جو انجام دیا جائے، ہر فرض یا ذمہ داری جو عائد کی جائے، تحریر یا سزا یا زیر التوا تقتیش، تحقیقات یا کارروائی، تقویض کردہ اختیارات ساعت یا اختیارات، درجہ اول کے محضیوں کی عدالت میں خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف ہوتے والی تازہ کارروائی اور اس حکم کی تقدیم کے دوران ارتکاب کردہ جرائم پر دی گئی سزا جاری رہے گی یا شروع رہے گی اور یہ تصور کیا جائے گا کیونکہ یہ حکم زائد المیعاد نہیں ہوا۔ اس حکم کی ڈھون بجا کر، سرکاری جریدہ میں شائع کر کے ضلع کی عدالتوں، ایس پی جنگ، استنشت کمشز، تحصیل دار کے دفاتر، میونسل اور ٹاؤن کمیٹی نیز ضلع کے تمام تھانوں میں نوش بورڈز پر چھپاں کر کے وسیع یکانہ پر تشریکی جائے گی۔
 ”آج مورخ ۲۱ مارچ ۱۹۸۹ء کو میرے دستخطوں اور عدالت کی سبز کے ساتھ جاری کیا گیا۔“

۱۶۔ رینیڈنٹ مجسٹریٹ روہ نے ۲۱ مارچ کو حسب ذیل حکم جاری کیا تھا
 ”ابھی ابھی استنشت کمشز چھپوٹ نے بذریعہ ٹیلی فون اطلاع دی ہے کہ نوینکیشن نمبر ۱۹۰۵ مورخ ۲۱ مارچ ۱۹۸۹ء میں مزید توسعی کر دی گئی ہے اور یہ پابندی تا حکم ہائی جاری رہے گی۔ نیز انہوں نے یہ ہدایت بھی کی ہے کہ ناظر امور عامہ صدر عمومی جماعت احمدیہ روہ اور دیگر اکابرین کو اس ضمن میں مطلع کیا جاوے اور انہیں ہدایت کی جائے کہ وہ ہر حصی دروازے، بیرون، چراغاں کے متعلق بھلی کی تاروں، غیرہ کو اتار دیں اور اس امر کی تلی کریں کہ دیواروں پر مزید عبارت ہرگز نہ لکھی جاوے۔“
 مورخ۔ ۸۹۔ ۳۔ ۲۵

ان ادکامات کے اجر کا واقعیتی پس منظر یہ تھا کہ صد سالہ بیشن کی تقریبات کی بابت اعلان احمدیہ جماعت کی مقامی تنظیم کے عدید اروں کی طرف سے اخباروں میں کیا جا چکا تھا۔ احمدیوں کے بارے میں سال ۱۹۸۹ء کے دوران جو قانونی پوزیشن ہائی گئی، وہ یہ تھی کہ ۱۹۷۴ء کی دستوری ترمیم کے ذریعے انہیں غیر مسلم قرار دیا جا چکا ہے اور اس حقیقت کے باوجود کہ اگرچہ احمدی زبانی طور پر یہ اقرار کرتے ہیں کہ ملک کا دستور دوسرے شریوں کی طرح ان کے لئے بھی واجب التعیل ہے۔ تاہم وہ خود کو مسلمان کہلانے، اپنے مذہب کو اسلام ظاہر کرنے اور ان القابات کو جو خالصتاً رسول اکرم ﷺ بیت اور صحابہ کرامؐ کے لئے مخصوص ہیں مزرا صاحب اور اس کے خاندان کے افراد کے لئے استعمال پر اصرار کرتے ہیں۔ اس لئے ۱۹۸۳ء میں احمدیوں کو وہ کچھ کہلانے سے جو کچھ وہ نہیں ہیں۔ بازرگانی کے لئے آڑ دینش نمبر ۲۰ نافذ کیا گیا۔ انہیں اس امر کی اجازت نہیں دی جا سکتی کہ وہ خود کو مسلمان ظاہر کر کے امت مسلمہ

کو دھوکہ دے سکیں۔ آئینی ترمیم پر عملدرآمد کے لئے مخصوص القابات کے استعمال پر پابندی کا حکم بھی جاری کیا گیا تاکہ قادری خود کو واضح طور پر یا کہنا یت ”مسلمان ظاہر نہ کر سکیں منزد برآل مجیب الرحمن (پر) کے مقدمہ میں وفاتی شرعی عدالت یہ قرار دے چکی ہے کہ ”وستور کا آرنیکل (۲۰۲) قادریوں کو آئین و قانون کی اغراض کے لئے غیر مسلم قرار دتا ہے۔ آرنیکل ۲۰۰ میں پاکستان کے شریوں کے نجیل دیگر امور یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ اپنے نہب کی پیروی اور اس پر عمل کر سکتے ہیں۔ بلاشبہ یہ آرنیکل آئین کے دیگر مشمولات کے تالیع ہے۔ حقیقت میں یہ چیز مشریع مجیب الرحمن نے خود بھی تسلیم کی تھی۔ اس آرنیکل کو آرنیکل (۲۰۲) کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے تو اس نے یہ مطلب بتا ہے کہ ” قادری اس امر کا اقرار کرنے کے مجاز ہیں کہ وہ اللہ کی وعدائیت اور مرزا صاحب کی ثبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔ تاہم اپنے کو مسلمان یا اپنے دین کو اسلام ظاہر نہیں کر سکتے۔ ” وستوری فیصلہ اور ۱۹۸۳ء کے آرڈیننس نمبر ۲۰ کے ذریعے پابندی کے نفاذ کی وجہات مجیب الرحمن پر اس کے مقدمہ میں تفصیل سے بیان کی گئی ہیں۔ جن کا خلاصہ حسب ذیل ہے: مرزا صاحب کی طرف سے ۱۸۹۱ء میں صحیح موعد، مددی یا نبی یا رسول اکرم کا ہر روز ہونے کا یاد گوئی کیا گیا اس نے عامۃ السالین علائے کرام اور ارباب علم و انش میں یہیش کے لئے یکساں دھمنی، غم و غصہ، ملامت اور اطمینان را ضمکی پیدا کر دیا۔ ”

(سیرۃ المسدی۔۔۔ جلد اول۔۔۔ ص ۹۰۔۔۔ ۸۶)

جلد دوم ص ۸۷، ۴۳، ۳۳ اور جلد سوم ۹۳

خود اس کی زندگی میں مسلمانوں میں بار بار جنم لینے والے انتہائی اشتغال کی یہ ایک جھلک ہے۔ پاکستان کی تخلیق کے بعد ۱۹۵۳ء میں لاہور میں مارش لاء کا نفاذ، منیر کیمیٹ کی تخلیق اور ۱۹۴۷ء کی وستوری ترمیم سب کے سب مسلمانوں کے سب مسلمانوں کے زبردست احتجاج، جنمبلہ بہث، کشیدگی اور کراہت و بیزاری کے آئینہ دار ہیں۔ مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۸۔۔۔ می مسلمانوں کے نہ ہی ہذبات کو مشتعل کرنے کی ممانعت کرتی ہے اور اس معاملہ میں مسلمانوں کی اس بے چیزی، اضطراب اور غم و غصہ کا روشن ثبوت پیش کرتی ہے جسے بالآخر آرڈیننس کے ذریعے منسوب قرار دیا گیا۔ ” منزد برآل رپورٹ کے صفحہ نمبر ۱۰۰ پر کہا گیا ہے۔

” قادریوں نے امت مسلمہ کے افراد میں بڑی حد تک بخاوب میں تھوڑی بہت کامیابی اس شریٹجی کے تحت حاصل کی کہ خود کو مسلمان اور اپنے نہب کو اصل اسلام ظاہر کیا اور دوسروں کو لیکن دلایا کہ احمد ازم (قادریت) کو قبول کرنے کا مطلب اسلام کو ترک کرنا یا اسلام سے کفر کی طرف مراجحت نہیں، انہیں نے لوگوں کو بہکایا کہ اگر وہ بہتر مسلمان بننا چاہتے ہیں تو احتملت کے سایہ عاطفت میں آ جائیں۔ اسی غرض کے لئے حسب معمول انہوں نے تعہمہ نافٹ مسلمانوں کی وکتور گ یعنی فرقہ بندی سے بیزاری اور علماء کی نہ ہی معاملات میں۔

— سخت گیری و انساپندی پر ہاتھ رکھا اور انہیں مرزا بیت جسے وہ اسلام میں روشن خیالی میں بیوڑا رکھتے تھے، کی نہاد آنحضرت علیہ السلام کی طرف لانے کی تک دو کی۔ ان کی یہ شرستی اس گندم نہایو فردوس تاجر سے ملتی تھی جو کسی مشور و معروف فرم کا نام لے کر اپنا گھنیا مال فروخت کرتا ہوا۔ ان کی حکمت عملی ایک حد تک کامیاب رہی۔ اگر قادریانی یہ بات تسلیم کر لیں کہ ان کی تبلیغ اسلام کے لئے نہیں، ایک دوسرے نہ ہب کے لئے ہے تو مسلمانوں میں جال اور غافل لوگ بھی اپنی متاع ایمان کو بے ایمانی سے بدلتے پر ہرگز آمادہ نہ ہوں۔ بلکہ اس سے قادریانیت کے رحیم اسیر قادریانی بھی اس سے چھکارا پانے کی ٹکر کرنے لگیں۔

دوسری اہم وجہ یہ تھی کہ قادریانیوں نے خود کو مسلمان ظاہر کر کے ہر مسلمان کو، جس سے ان کی نہد بھیڑ ہوتی۔ اپنے نہب کی دعوت و بینے کی کوشش کی۔ وہ مرزا صاحب کو نبی کہ کر ان کے جذبات مجنوح کرتے، کیونکہ ہر مسلمان رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ختم نبوت پر ایمان رکھتا ہے اس لئے یہ بات ان کے غم و غصہ کو بھر کانے کا سبب بنتی اور نفرت میں اضافہ کرتی۔ اس سے امن و ایمان کا مسئلہ پیدا ہوتا۔ مرزا صاحب کے دعویٰ مفعح موعود اور مددی پر بڑی برہمی و خلقلی کا اظہار کیا جاتا۔ یہ محض زبانی دعویٰ نہیں، قادریانیت کی تاریخ بلکہ خود مرزا صاحب کی تصانیف سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اسے نہ صرف علماء کی طرف سے بلکہ عامۃ المسلمين کی طرف سے بھی زبردست مراجحت کا سامنا کرنا پڑا۔

— اس لئے تنازعہ حکم کو نہ کوہہ بالا تاریخی و قانونی تعاریف میں پر کھنا چاہئے۔ اس رث میں جس حق پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے وہ نہب کی پیروی اور اس پر عمل کرنے کا حق ہے جس کی صفات و ستور کے آرٹیکل ۲۰ میں دی گئی ہے۔ تاہم یہ حق دستور کے دیگر مشمولات، 'قانون'، 'مصلحت عامہ' اور اخلاق کے تابع ہے۔ سوال یہ ہے کہ آیا احمدیوں کی تقریبات کا انعقاد "نہب" کی پیروی اور اس پر عمل کرنے کے حق "کی تعبیر و توضیح میں آتا ہے یا نہیں؟ آیا قانون ایسی تقریبات کی ممانعت کرتا ہے؟ آیا ایسے حالات موجود ہیں جو امن عامہ قائم رکھنے کے لئے ایسی تقریبات پر پابندی کا تقاضا کرتے ہوں؟ ان سوالات کا جواب جانے کے لئے اس طریق کار کو سمجھنا ضروری ہے جس طریقے سے ان تقریبات کا انعقاد عمل میں آتا ہے۔

یہ بات قابل غور ہے کہ رث میں جو موقف اختیار کیا، وہ یہ تھا: " قادریانی تحریک کی سو سالہ تقریبات کو اعلانیہ طور سے منانا اور پوری صدی کے دوران حاصل ہونے والی کامیابیوں کا تذکرہ کرنا احمدیوں کا آئینی و قانونی حق ہے۔" جبکہ دلائل کے دوران ان کے وکلاء کا کہنا یہ تھا "اگرچہ عام جلسے کرنا اور مذہبی موضوعات پر بحث برپا کرنا اور مذہبی مسیت بیوی (صلی اللہ علیہ وسلم) جس میں مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کا ذکر یقیناً شامل ہے، پر تقاریر کرنا ان کا حق ہے۔ تاہم اس کے لئے نہ تو کوئی پروگرام وضع کیا گیا تھا شہری ایسی تقاریر کرنا ان کا ارادہ تھا جس سے مغلی قانون کی خلاف

ورزی ہوئی۔ ”بظاہریہ موقف تحریرات پاکستان کی زیر دفعہ ۲۹۸-۱ے، ۲۹۸-۱ بی اور ۲۹۸-۱ کی کسانے رکھتے ہوئے اختیار کیا گیا۔ حالانکہ اس کی تردید جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع کردہ ہمغتوں، جاری لودہ استمارات اور جماعت کے ترجمان روزنامہ ”الفضل“ میں شائع شدہ روپرتوں اور خبروں سے ہوتی ہے۔ مشری اے رحمان ایڈووکیٹ نے ہوئے ذوق سے یہ بات کی کہ تقریبات کے تحت جلسہ ہائے عالم منعقد کرنے کا کوئی پروگرام نہیں تھا نہ کوئی آرائشی گیٹ ہائے گئے تھے جنہیوں بیجوں اور پھریوں کی نمائش کا کوئی ارادہ نہیں تھا جلوں نکالنے کا بھی کوئی منصوبہ زیر غور نہیں تھا۔ جلد ۲۶ مارچ ۱۹۸۹ کے ”الفضل“ نے اس کے بالکل بر عکس کمانی شائع کر کے ڈھول کا پول کھوں دیا۔ ”خبر“ نے لکھا تھا۔ ”حکومتی احکامات کی تعییں میں کوئی آرائشی گیٹ نہیں بنا یا گیا حالانکہ پیچا سے زائد آرائشی دروازے ہائے ہائے جانے تھے۔ نہ کیس کوئی چیز آوریاں کی گئی جبکہ سینکڑوں کی تعداد میں بیڑ لگانے کا منصوبہ تھا۔ روہ میں منکانی گئی پولیس نے ۲۳ احمدی نوجوانوں کو گرفتار کر لیا۔ ان میں سے چار کو دفعہ ۳۲۳ کی خلاف ورزی کے الزام میں اور بقیہ ۲۰ کو دفعہ ۲۹۸-۱ سی ت پ نیز دفعہ ض ف ۲۹۲ کی مشرکہ غافل ورزی کے الزام میں پکڑا گیا۔ ان پر الزام ہے کہ انہوں نے پانچے چالائے، نفرے لگائے سینوں پر بیج سجائے اور ٹکلوں پر پھرو دیا۔ چار لوگوں پر الزام ہے کہ انہیں نے الکٹی شرٹس پہن رکھی تھیں جن پر *Hundred Years of Truth* (سچائی کے سوال) لکھا ہوا تھا۔ اس جشن کی تیاری کا انتظام اس انداز میں کیا گیا تھا کہ اگر اسے آزادی سے مٹانے دیا جائے تو دنیا کی تاریخ میں یہ ایک منفرد جشن ہوتا۔“

۱۸۔۔۔ فاضل ایڈووکیٹ جنل کے پیش کردہ مواد سے ظاہر ہوتا ہے کہ جماعت احمدیہ نے یہ جشن کلے بندوں مٹانے کا منصوبہ بنا یا تھا۔ اس سلسلہ میں جو پروگرام بنا یا گیا اس میں بانی جماعت اور اس کے رفقاء کی تعلیمات و افکار کا اعلانیہ پر چار اور ایسے بیڑ زکی نمائش شامل تھی جن پر طرح طرح کے نفرے لکھے ہوئے تھے۔ مثال کے طور پر نحو تھا۔

Hundred Years of Truth (سچائی کے سوال) یہ نحو ان فی شرٹس پر بھی لکھا ہوا تھا جو ساگرہ کے لئے بطور خاص سلوائی گئی تھیں۔ بجٹ کے دوران سانلان کے فاضل وکاء نے دعویٰ سے کہا کہ ان تقریبات میں احمدیہ کیونی کے ارکان اور ان کے دوستوں نے خصوصی دعوت ناموں کے ذریعے شریک ہونا تھا۔ واقعاتی لحاظ سے ان کا یہ موقف قریب صداقت نہیں تھا۔ پس ایڈووکیٹ جنل یہ کہنے میں حق بجانب تھے کہ صوابائی حکومت اور مشرکہ مجرمیت نے امن و امان کے مسئلہ اور نقش امن کے اندر شہنشہ کو اس کے صحیح واقعاتی اور قانونی ناظر میں جانچا اس لئے اس عدالت کو بھی ترازد حکم کا جائزہ اس ناظر میں لینا ہو گا کہ ساگرہ کی تقریبات پیلک میٹنگز کی شکل میں منعقد ہوئی تھیں۔ جس میں صرف اراکین جماعت اور ان کے دوست

یہ شرکت نہ کرتے بلکہ بہت سے دوسرے لوگ بھی غیر ارادی طور پر ان اجتماعات میں شرکت ہو جاتے۔ سائکلوں کے فاضل و کلاء کی دوسری دلیل یہ تھی کہ نہ تو کوئی پروگرام تیار کیا گیا تھا نہ ہی کسی ایسی تقریر کا ارادہ کیا گیا تھا جس سے ملکی قانون پامال ہوتا۔ ان کے بقول گذشتہ صدی (۱۸۸۹ء تا ۱۹۸۹ء) کے واقعات کو دہرانے والی جماعت اور اس کے رفقاء کے خیالات و افکار، جیسا کہ ان کی تایفات میں ذکور ہیں کا اعادہ کرنے سے ملک کے کسی قانون کی پامالی کا خطرو نہیں تھا۔ ان مقاصد کے لئے منعقد ہونے والے جشن پر پابندی لگانے کا کوئی جواز نہیں تھا۔ اس کے بر عکس مسئول ایمان کا کہنا ہے کہ پیش نظر مقاصد حاصل کرنے کے لئے جو پروگرام بنایا گیا تھا اسے عملی جامد پہنانے سے نہ صرف امن و امان کا عین مسئلہ کھڑا ہو جاتا، جیسا کہ حکومت اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے قیاس کیا۔ بلکہ وہ سب کچھ خلاف اور زیر وقہ ۱۹۸۳ء میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کا حکم مورخ ۲۹۸ میں تسلیم کیا گیا ہے درست تھا۔

فاضل ایڈوکیٹ جنل نیز مسئول ایمان کے فاضل و کلاء نے گزارش کی کہ جس فرض کے جلوں کا اعلان مشترک کیا گیا تھا وہ بھی مسلمہ مقاصد کے لئے خواہ وہ سو سالہ جشن کی تقریبات کی شکل میں ہوتا یا بصورت ویگر امن عامہ کے لئے سخت خطرناک ثابت ہوتا۔ مزید عرض کیا گیا، اگرچہ یہاں قادریاں مذہب کی تبلیغ کرنے کے حق پر زیادہ نور نہیں دیا جا بلکہ ایسے جلسے منعقد کرنے کا ذکر ہو رہا ہے جن میں مرزا صاحب کے حالات زندگی اور مقام و منزلت نیز گذشتہ ۱۰۰ سالوں کے دوران حاصل ہونے والی کارمانیوں کا تذکرہ کیا جاتا۔ جس کی غرض و غایبی قادریاں کی تلقین، تبلیغ اور تشریپ ہمار کے سوا کچھ نہ ہوتی۔ اس کے معنے یہ ہوئے کہ ایک طرف خلاف قانون فعل کا ارتکاب عمل میں آتا، دوسری طرف مسلمانوں نیز عیسائیوں کے مذہبی جذبات کو خیس پہنچائی جاتی۔ تقریبات کے اس پہلو کو نمایاں کرنے کی غرض سے مرزا صاحب اور اس کے جانشینوں کی تعلیمات و افکار کو درج ذیل عنوانات کے تحت نقل کیا گیا تھا۔

۱۔ مرزا غلام احمد کا دعویٰ نبوت اور فضیلت میں خود رسالت ماب آنحضرتؐ سے سبقت لے جانے کا خطط۔

۲۔ خداوند تعالیٰ کی شان میں گستاخانہ کلمات۔

۳۔ حضرت علیٰ روح اللہ کے بارے میں غلط اور توہین آمیز عبارات۔

۴۔ اہل بیت اطہار (رضوان اللہ علیہم التحییۃ) کی شان میں بے ادبی و گستاخی پر بی بیکار کس۔

۵۔ امت مسلمہ کو گروہ منافقین اور قادریاں سے جداگانہ ملت ظاہر کرنے والی تحریریں نیز

مسلمانوں کے مستند علماء کے بارے میں ہفتوات۔

۲۰۔۔ مسلمانوں کے متعلق مرزا یوسف کی کتابوں میں مذکورہ مقازعہ آراء، افکار اور نظریات و تقلیمات جو بحث کے دوران پڑھ کر سنائی گئیں۔ انہیں یہاں درج کرنے سے ابھناب کیا جاتا ہے کیونکہ ان کا نقل کرنا مزید احتجاج و ہنگامہ آرائی کو دعوت دینے کے متراوف ہو گا۔ سالانہ کے فاضل وکیل مسٹر بھر لطیف احمد نے موقف اختیار کیا کہ عدالتی کارروائی کو اخبارات میں رپورٹ کرنے سے وہ تاریخیں جن تاریخوں پر مذکورہ موضوعات زیر بحث آتے تھے احمدیوں کے خلاف نفرت و عداوت کے بھر کئے کامکان ہے۔ جب کہ مسٹر جیب الرحمان ایڈووکیٹ کا استدلال یہ تھا کہ مذکورہ بالا عنوانات کے تحت جو مواد پیش کیا گیا، وہ تازہ ترین کتابوں سے اخذ کردہ نہیں ہے بچھلی ایک صدی کے دوران یہ کتابیں بار بار جھپی ہیں۔ اگر وہ مواد وچھلے عرصہ میں اشتغال انگیز نہیں تھا تو سوالہ جشن کے موقع پر اسے اشتغال انگیز کیوں سمجھا جائے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ۱۹۸۳ء تک جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسے روہ میں منعقد ہوتے رہے، حکومت لوگوں کی سولت کے لئے پیش رہنیں چلاتی رہی، کبھی کوئی ناخواہکوار واقعہ پیش نہیں آیا اور قادریانی مذہب کبھی امن عالم میں خلل کا موجب نہیں بنا تو جشن کی تقریبات متنے سے کون سی قیامت آ جاتی۔

ہمارے خیال میں فاضل وکیل کا یہ استدلال قادریانی مذہب اور مرزا صاحب کی نبوت کے خلاف مسلمانوں کے غینا و غصب اور ان کی شدید خالافت و مراحت سے لاطی کا نتیجہ ہے مرزا صاحب نے اپنے مختصیں کے بارے میں جو انتہائی ناشایستہ اور گندی زبان میں تحریس لکھی، میثت از خودارے کے طور پر ان سے چند اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں۔ یاد رہے کہ مرزا صاحب نے پہلے سچ موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور خود کو سچ موعود کی صورت میں حضرت میسی کا بدل ثابت کرنے کی کوشش کی۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ سچ موعود این میریم کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اس نے دعویٰ سے کہا: "خدانے برائیں احمدیہ" (مرزا صاحب کی تالیف جوان پر نازل ہونے والے الامام و اکشافات پر مشتمل ہے) کی تیسری جلد میں میرا ہام میری (مریم) رکھا عرصہ دو سال تک میریم کی طرح تعلیمی کی حالت میں میری پرورش کی گئی اور میری تربیت زمانہ غلوت میں ہوئی۔ پھر میسی کی روح بھی پھوکی گئی بالکل اسی طرح ہیسے یہ روح حضرت میریم کے نفس میں پھوکی گئی تھی۔ اسی طرح مجازی معنوں میں مجھے بھی حاملہ سمجھا گیا، کئی ماہ کی مدت (جو ۱۰ ماہ سے زیادہ نہیں تھی) کے گزرنے پر برائیں احمدیہ کی چوتھی جلد میں شامل الامام کے ذریعے مجھے میریم کے بطن سے جدا کر کے میں ہیا گیا۔ یوں میں میسی این میریم ہا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے برائیں احمدیہ کے زمانہ نزول کے دوران اس مغلی راز سے مطلع نہیں

کیا۔"

(کشتی فوج، مشمولہ روحانی خزانہ جلد نمبر ۱۹ ص ۵۰)

۲۱۔ محالہ یہیں غتم نہیں ہوتا مرتضیٰ صاحب نے اپنی تکاریات میں حضرت عیسیٰ کے متعلق انتہائی توہین آمیز، لعنت طامت پر مبنی اور اشتعال اگیز باتیں لکھی ہیں۔ اگرچہ کسی مستند کتاب میں یہ نہیں لکھا کہ (نحوذ باللہ) حضرت عیسیٰ بد زبان اور جوش گو یا شوت پرست تھے لیکن مرتضیٰ صاحب کے قلم سے اللہ کے اس برگزیدہ، مقدس اور معصوم نبی کے بارے میں ایسے ایسے پاپک خبائیت پر مبنی اور بے ابی و گستاخی کے حال جھوٹے کلمات نکلے اور اس نے پار بار روح اللہ پر ایسے گھناؤنے الازم لگائے کہ الامان والحقیقت ان میں سے بعض ذیل میں نقش کئے جاتے ہیں۔ "عیسیٰ میں جوش گوئی کی عادت تھی اور وہ اکثر گندی زبان استعمال کرتے تھے۔" (ضمیر انجام آق تم مشمولہ روحانی خزانہ جلد نمبر ۱۹ ص ۲۸۹)

"مسیح کے کروار کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ عیسیٰ ایک شرابی ایک پیٹوں شخص تھے، نہ وہ کبکابر سے پرہیز کرتے تھے نہ ہی حقیقی مతی و پار ساتھے۔ وہ سچائی کے ملاٹاٹی بھی نہ تھے۔ حقیقت میں وہ ایک مغفول، انا پرست اور الوہیت کے جھوٹے دعویدار تھے۔" (فور انعام القرآن مشمولہ روحانی خزانہ جلد نمبر ۱۹ ص نمبر ۳۸)

۲۲۔ "اکھل شراب کے استعمال نے الی یورپ کو جو زبردست اخلاقی و معاشرتی نقصان پہنچایا اس کا بنیادی سبب یہ تھا کہ خود عیسیٰ اکھل استعمال کرتے تھے، شاید کسی بنیادی کے باعث یا پرانی عادت کے ہاتھوں مجبور ہو کر۔" (کشتی فوج۔ مشمولہ روحانی خزانہ جلد نمبر ۱۹ ص ۱۷)

"عیسیٰ خود کو ایک پارسا شخص کے طور پر بیش نہیں کر سکے کیونکہ لوگ جانتے تھے کہ وہ

ایک پیٹوں اور شرابی شخص تھے۔" (سات پہنچن۔ روحانی خزانہ جلد ۱۹ ص ۲۹۶)

مرتضیٰ صاحب نے خدا کے اس محبوب نبی کا ذائق اڑانے اور ان کے مقدس نام کی بے حرمتی کرنے میں باسل کو بھی مات کر دیا مثال کے طور پر اس کی درج ذیل عبارتیں ملاحظہ کریں۔

عیسیٰ میں طوائفوں کے لئے زبردست رغبت اور اشتیاق پایا جاتا تھا۔ شاید ان کے ساتھ آبائی تعلق اس کا سبب ہو؛ وگرنہ کوئی پارسا اور نیکو کار شخص کسی نو جوان فاشہ کو یہ اجازت ہرگز نہیں دے سکتا کہ وہ اپنے پاپک ہاتھوں سے اس کی ماش کرے اور بد کاری کی کمائی سے خریدی گئی خوبیوں (روغن) سے اس کے سر پر سماج کرے اور اپنے بالوں سے اس کے پاؤں کو صاف کرے۔ سمجھدار آدمی خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ وہ کس قسم کے کروار کے حال تھے۔"

(ضیغمہ انجام آنکھم۔ مشمولہ روحانی خزانہ۔ جلد نمبر ۱۰ ص ۲۹)

”ایک حسین طوائف ان کے اس قدر قریب بیٹھی ہوتی تھی کہ جیسے ان سے بغل گیر ہو رہی ہو۔ بعض اوقات وہ خوشیدوار تھل سے ان کے سر میں مساج کرتی۔۔۔ بالوں سے ان کے پیور گزتی۔ بعض اوقات اپنی سیاہ زلفیں ان کے قدموں پر ڈال دیتی۔ کبھی ان کی گود میں بیٹھ کر کھیلے لگتی۔ ایسی صورت میں جتاب صحیح ترینگ میں آجائتے کوئی اعتراض کرے تو اس پر صحن کی جاتی نوحانی کے بعد وہ شراب کے رسیا اور بھروسہ ہوتے ہوئے بھی ایک خوبصورت طوائف کو اپنے پاس لائے رکھتے تھے وہ اپنے ہاتھوں سے اس کے جسم کو چھوٹی کیا یہ کسی پارسا شخص کا طرز عمل ہو سکتا ہے؟ اور اس بات کا کیا ثبوت یا شہادت موجود ہے کہ بازاری عورت کے یوں مس کرنے سے عینی اشتعال میں نہیں آتے ہوں گے۔ الفوس ہے ٹھاپیں اس عورت کے تن سے پار کرنے کے بعد جنمی تسلیم کے لئے انہیں پیوی میر نہیں تھی۔ اس بدجنت چپل و شوخ حسینہ کو چھوٹے کے بعد کیا جانے ان کی کیا حالت ہوتی ہو گی۔ شووانی جذبات یقیناً مشتعل ہوتے ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ عینی ”اتھی“ سی بات کرنے کے لئے بھی اپنی زبان کو جنبش نہیں دیتے تھے کہ ”اے فاحش مجھ سے دور ہو جا۔“ بابل سے یہ بات بخوبی ثابت ہے کہ وہ عورت طوائفوں میں سے ایک تھی جو بد کاری و فحاشی کے لئے پورے شر میں بدنام تھی۔“

(نور القرآن۔ مشمولہ روحانی خزانہ۔ جلد نمبر ۹ ص ۲۳۹)

۲۳۔۔۔ مرزا صاحب کی محول بالا روایت کے بر عکس بابل میں یہ داستان اس طرح بیان کی گئی ہے:

”اور فریضوں میں سے ایک نے اس سے کہا کہ وہ اس کے گھر کھانا کھائے۔ وہ فریضی کے گھر پہنچا اور کھانے پر بیٹھ گیا اور دیکھو! شرکی ایک عورت جو کہ گناہ گار تھی جب یہ پڑتے چلا کہ عینی ایک فریضی کے ہاں کھانا کھا رہے ہیں تو وہ سنگ جراحت کے بکس میں رو غن لائی اور روتی ہوئی ان کے قدموں میں کھڑی ہو گئی اور ان کے پاؤں کو اپنے آنسوؤں سے دھونے لگی۔ پھر اپنی زلفوں سے ان کے پاؤں صاف کئے۔ اسیں بوس دیا اور پاؤں پر روغن سے مساج کرنے لگی۔ جب فریضی نے جس نے اسے ایسا کرنے سے منع کیا تھا۔ یہ مظہروں کھاتوںہ اپنے دل میں سوچنے لگا۔ اگر یہ غصہ نبی ہوتا تو اسے معلوم ہوا تھا ہے تھا کہ یہ عورت کون ہے اور کیسی ہے جو اسے چھوڑ رہی ہے کیونکہ وہ بد کار ہے۔ (اس کی بات سن کر) عینی نے جواب میں کہا سائز نجھے تم سے کچھ کھانا ہے۔ وہ بولا! آقا فرمائے عینی نے کہا ایک ساہو کار تھا اس سے دو آدمیوں نے قرض لے رکھا تھا۔ ایک نے ۵۰۰ روپیہ اور دوسرے نے ۵۰ روپیہ۔ دونوں فلاش تھے اور ان کے پاس اداگی کے لئے کچھ بھی نہ تھا ساہو کار نے بڑی فراخدی سے دونوں کا قرض معاف

کر دیا۔ تم بتاؤ ان دونوں سے اسے کون زیادہ پیار کرے گا؟ سائنس نے جواب دیا۔ ”جس کا زیادہ قرضہ معاف کیا گیا؟“ تب عیسیٰ نے کہا تم نے صحیح اندازہ لگایا ہے پھر وہ اسی عورت کی طرف پڑئے اور سائنس سے فرمایا۔ ”تم نے اس عورت کو دیکھا ہے؟ میں تمہارے گھر میں داخل ہوا تو تم نے ہاتھ پاؤں، دھونے کے لئے مجھے پانی تک نہیں دیا جکہ اس نے اپنے بالوں سے میرے پیر صاف کئے، تم تو مجھ سے بغل گیر نہیں ہوتے لیکن یہ عورت، جب سے میں گھر میں داخل ہوا ہوں میرے پاؤں چومنے سے باز نہیں آتی۔“ تم نے میرے سر میں سادہ تل نہیں لگایا جب کہ اس نے خوشبودار روغن سے ماش کی ہے۔ اس لئے میں تم سے کہتا ہوں اس کے گناہ زیادہ تھے، معاف کر دیجے گئے ہیں، اس لئے وہ مجھ سے زیادہ پیار کرتی ہے۔ جس کے تھوڑے گناہ معاف کئے گئے ہیں وہ کم محبت کرتا ہے۔ ”ہو لوگ ان کے ساتھ دستخوان پر بیٹھے تھے، آپس میں کہنے لگے ”یہ کون ہے جو گناہ بھی معاف کر دیتا ہے؟“ عیسیٰ نے اس عورت سے کہا۔ ”تمہارے ایمان نے تمہیں بچالیا ہے اب تم امن سے رہو۔“

(The New Testament St. Luke Ch. 7'36-50)

پروٹوٹھیت نہ ہب کی کتاب مقدس ”گوئیل“ میں اس روایت کی اس طرح تصدیق کی گئی ہے۔ ”پھر میری نے ایک پاؤ نہ پا سکن بارڈ (انتہائی چیزی) روغن لیا اس سے عیسیٰ کے ہیروں کی ماش کی ان کے پاؤں اپنے سر کے بالوں سے صاف کئے۔ اس کا گھر روغن کی خوشبو سے مسکنے لگا۔ پھر ان کے حواریوں میں سے ایک سائنس کا بیٹا جو داس اسکریپٹ بولا، اسے کس چیز نے گمراہ کر دیا۔ یہ روغن ۳۰۰ نیچیں میں فروخت کر کے وہ رقم غریبوں میں کیوں نہ پاشت دی گئی؟ اس لئے نہیں کہ اسے غریبوں کا فکر نہیں بلکہ اس لئے کہ وہ چور ہے۔ ”ان کے پاس ایک تھیلا تھا جو خالی تھا، اس میں کیا ڈالا گیا؟ اس پر عیسیٰ بولے“ ”اے اس کے حال پر چھوڑ دو، میری تدھین کے روز یہ تھیلا اس کے ساتھ ہو گا۔ کیونکہ میں بیہش غریبوں کا ساتھی رہا ہوں، لیکن تم میرے ساتھ نہیں رہے۔“

(The New Testament St. John ch.12'3-8)

اور متی کی انجیل میں بھی واقعہ اس طرح بیان ہوا ہے۔ ”آپ یہ کہ عیسیٰ بھائی میں سائنس کوڑھی کے گھر میں تھے۔ ان کے پاس ایک خالون آئی اس کے ہاتھ میں سکن جراحت کا ایک بکس تھا جس میں انتہائی منگا روغن تھا۔ اس نے وہ روغن اس کے سر میں ڈالا، اور وہ دستخوان پر بیٹھ گئے، جب ان کے حواریوں نے یہ مظفر دیکھا تو وہ بڑے یہاں ہوئے اور کہنے لگے۔ ”اس ضیاع کا کیا مقصود ہے؟ کیونکہ یہ روغن خاصی قیمت پر فروخت ہو سکتا تھا اور وہ رقم مظلوموں میں بانٹی جا سکتی تھی عیسیٰ ان کا مطلب سمجھ گئے اور بولے“ ”اے خالون تو نے اتنی

تکلیف کیوں کی؟ تو نے میرے ساتھ نیکی کی ہے لیکن میں ہمیشہ تمہرے پاس نہیں رہوں گا۔ چونکہ تو نے میرے سر میں تیل ڈالا ہے، یہ تو نے میری تدھیں والے دن کے لئے کیا ہے۔ یقیناً میں تم سے کتنا ہوں، میری یہ عقیدت مند جہاں کہیں بھی ہو گی دنیا بھر میں اس کا چڑھا کرے گی۔ میں بھی یہی کہوں گا کہ اس عورت نے ایسا کیا تھا۔ پھر عیسیٰ نے اس عورت کی یادگار کے بارے میں انکشاف کیا۔

(The New Testament St. Mathew. Ch. 26-6-13)

۲۳۔۔ اس منع شدہ روایت کا وقت نظر سے مطالعہ کیا جائے تو اس میں بہت سی درپرداہ تعریضات اور جھوٹے الزمات شامل ہیں۔ مثال کے طور پر:

گویا وہ ان سے بغل گیر ہو رہی تھی.....
وہ ان کی آنکھ میں کھیل رہی تھی.....
جتناب عیسیٰ کی تریکھ میں بیٹھے ہوئے تھے.....
ایک حسین طوائف ان کے سامنے لیٹی ہوتی ہے..... ان کے بدن کو مس کر رہی ہے عیسیٰ
شوہانی اشتغال میں ہوتے تھے وغیرہ وغیرہ۔

ان لغویات و خرافات کا اضافہ اس خیال سے کیا گیا ہے آکہ عیسیٰ علیہ السلام کو بدنام کیا جائے۔ حالانکہ تصور پر مبنی یا بنل میں شامل ایسی حکایتوں میں بھی حضرت عیسیٰ روح اللہ کو اس رنگ میں کہیں پیش نہیں کیا گیا۔ اصل کمالی یوں ہے کہ کوئی بد کار عورت چھینت چلا تی ہوئی حضرت عیسیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئی آکہ اسے اس کے گناہوں کی معافی مل جائے اور حضرت عیسیٰ نے اسے بشارت دی تھی کہ ”تمارے گناہ معاف کر دیے گئے ہیں۔“

۲۵۔۔ اسی پر بس نہیں مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ کی تعلیمات کو بھی تشاہد تحقیق و تضمیک بنایا ہے۔ مرزا غلام احمد قادریانی کا محوالہ بالا اسلوب بیان اور نقطہ نظر قرآن حکیم میں مذکور حضرت عیسیٰ کے مقام و مرتبہ اور ان کی شان و منزلت کے بالکل الٹ ہے پورا قرآن (مسلمانوں کی مقدس کتاب) کسی ایسے بیان سے قطعاً ”پاک ہے جو حضرت عیسیٰ کو کسی بھی طور متفق انداز میں پیش کرے یا ان کی تنقیص کا پلوٹ کلتا ہو۔ اس کے بر عکس سارا قرآن ان کی تعریف و توصیف میں رطب اللسان ہے اور انہیں اللہ کے پانچ جلیل القدر اور اولو العزم پیغمبروں میں شمار کرتا ہے۔ سورۃ آل عمران کی یہ آیت ملاحظہ فرمائیے:

”اے نبی“ کہو کہ ہم اللہ کو مانتے ہیں، اس تعلیم کو مانتے ہیں جو ہم پر نازل کی گئی ہے، ان تعلیمات کو بھی مانتے ہیں جو ہم پر نازل کی گئی ہے ان تعلیمات کو بھی مانتے ہیں جو حضرت ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب اور اولاد یعقوب پر نازل ہوئی تھیں اور ان ہدایات پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو مویٰ عیسیٰ اور دسرے پیغمبروں کو ان کے رب کی طرف سے دی گئیں۔

ہم ان کے درمیان فرق نہیں کرتے اور ہم اللہ کے تابع فرمان (صلیم) ہیں۔ ”(آل عمران ۸۲)

قرآن حکیم حضرت عیسیٰ ان کی والدہ ماجدہ اور ان کے خاندان کی شان میں یوں مرح سرا

۔۔۔

”اللہ نے آدم اور نوح اور آل ابراہیم اور آل عمران کو تمام دنیا والوں پر ترجیح دے کر (اپنی) رسالت کے لئے منتخب کر لیا تھا۔ یہ سب ایک ہی مسلمہ کے لوگ تھے جو ایک دوسرے کی نسل سے پیدا ہوئے تھے، اللہ سب کچھ سختا اور جانتا ہے۔“

وہ اس وقت سن رہا تھا جب عمران کی عورت اس سے کہہ رہی تھی۔ ”اے میرے پروردگار میں اس پیچے کو جو میرے بیٹت میں ہے، تمیر نذر کرتی ہوں۔ وہ تمیرے ہی کام کے لئے وقف ہو گا۔ میری اس پیش کش کو قبول فرمائے تو منے والا اور جانے والا ہے۔“

پھر جب اس کے ہاں اس پیچی نے جنم لایا تو اس نے کہا ”میرے بالک! میرے ہاں تو پیچی پیدا ہو گئی ہے۔“ حالانکہ جو کچھ اس نے جتنا تھا، اللہ کو اس کی خبر تھی، اور لڑکا لڑکی کی طرح نہیں ہوتا۔ خیر میں نے اس کا نام مریم رکھ دیا ہے اور میں اسے اور اس کی آنکھ نسل کو شیطان مردود کے شر سے تمیری پناہ میں دیتی ہوں۔“

آخر کار اس کے رب نے اس لڑکی کو بخوبی قبول کر لیا، اسے بڑی اچھی لوکی ہاں کر اٹھایا اور زکریا کو اس کا سرپرست بنا دیا۔ زکریا جب بھی محراب میں اس کے پاس جاتا تو وہاں کچھ نہ کچھ کھانے پینے کا سامان پاتا۔ پچھتا مریم یہ تمیرے پاس کہاں سے آیا ہے؟ وہ جواب دیتی، اللہ کے ہاں سے اللہ نے چاہتا ہے بے حد حساب رزق رتا ہے۔“ (آل عمران ۳۴-۳۵)

اس سے آگے ارشاد ہوتا ہے:

”اور یاد کرو پھر وہ وقت آیا جب فرشتوں نے آکر مریم سے کہا۔ ”اے مریم! اللہ نے تجھے برگزیدہ کیا اور پاکیزگی عطا کی اور تجھے تمام دنیاوی عورتوں پر ترجیح دے کر اپنی خدمت کے لئے ہمن لیا ہے۔ اے مریم! اپنے رب کی تابع فرمان بن کر رہ، اس کے آگے سر بجھو ہو اور جو بندے اس کے حضور مجھنے والے ہیں ان کے ساتھ تو بھی جگ جا۔“ (آل عمران ۳۶-۳۷)

(۲۲)

قرآن نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بن باپ ولادت کو بھی پر عظمت و توقیر انداز میں بیان کیا ہے۔ چنانچہ اسی سورہ میں ذرا آگے چل کر فرمایا گیا ہے:

”اور (یاد کرو) جب فرشتوں نے کہا ”اے مریم! اللہ تجھے اپنے ایک فرمان کی بشارت دیتا ہے۔ اس کا نام مسیح (عیسیٰ ابن مریم) ہو گا۔ وہ دنیا و آخرت میں معزز ہو گا۔ اللہ کے مقرب بندوں میں شمار کیا جائے گا۔

(وہ) لوگوں سے گواہ میں بھی کلام کرے گا اور بڑی عمر کو چنج کر بھی اور وہ ایک مرد

صلح ہو گا۔” (آل عمران ۳۵-۳۷) اسی طرح سورہ مریم میں جناب روح اللہ کی پیدائش کے واقعہ کو اس دل نشیں انداز میں بیان کیا گیا ہے

”اور (الے نبی) اس کتاب میں مریم کا حال بیان کرو، جب کہ وہ اپنے لوگوں سے الگ ہو کر مشقی جانب گوشہ نشیں ہو گئی تھی اور پردہ ڈال کر ان سے چھپ بیٹھی تھی ایسے میں ہم نے اس کے پاس اپنی روح (فرشتہ) کو بھیجا اور وہ اس کے سامنے ایک پورے انسان کی شکل میں نمودار ہو گیا۔ مریم یا ایک بول اٹھی کہ ”اگر تو کوئی خدا ترس آؤ ہے تو میں تھجھ سے خدا نے رحمان کی چنانہ مانگتی ہوں۔“ اس نے کہا ”میں تیرے رب کا فرستادہ ہوں اور اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تجھے ایک پاکیزہ لڑکا ہوں۔“ مریم بولی میرے ہاں لڑکا کیسے ہو گا جب کہ مجھے کسی بشر نے چھوٹا نہیں ہے اور میں کوئی بدکار عورت نہیں ہوں۔“ فرشتہ نے کہا ایسا ہی ہو گا تیرا رب فرماتا ہے کہ ایسا کرنا میرے لئے بہت آسان ہے اور ہم یہ اس لئے کریں گے کہ اس بُوکے کو لوگوں کے لئے ایک نشانی ہائیں اور اپنی طرف سے ایک رحمت اور یہ کام ہو کر رہے گا۔

مریم کو اس پچھے کا حملہ ہگیا اور وہ اس حمل کو لئے ایک دور کے مقام پر چل گئی۔ پھر زیبگی کی تکلیف نے اسے ایک درخت کے نیچے پہنچا دیا۔ وہ کہنے لگی۔ ”کاش میں اس سے پہلے ہی مر جاتی اور میرا نام و نشان نہ رہتا۔“ فرشتہ نے پاکیتی سے اس کو پکار کر کہا۔ ”غم نہ کر تیرے رب نے تیرے نیچے ایک چشمہ روائی کر دیا ہے اور تو ذرا اس درخت کے تھے کوہلا تیرے اور پر تزویزہ کھو ریں گی، پس تو کھا اور یہ اور اپنی آنکھیں لھنڈی کر، پھر اگر تجھے کوئی آدمی نظر آئے تو اس سے کہ دے کہ میں نے رحمان کے لئے رونہ کی نذر مانی ہے، اس لئے میں آج کسی سے نہیں بولوں گی۔“

پھر وہ اس پچھے کو لئے ہوئے اپنی قوم میں آئی۔ لوگ کہنے لگے اے مریم یہ تو تو نے بڑا پاپ کر ڈالا ہے، اے ہاروں کی بسن نہ تیرا باپ کوئی برا آدمی تھا اور نہ تھی مان ہی کوئی بدکار عورت تھی۔ مریم نے پچھے کی طرف اشارہ کر دیا۔ لوگوں نے کہا ”ہم اس سے کیا بات کریں، جو گواہ میں پڑا ہوا ایک پچھے ہے۔“ (اس پر) پچھے بول اخْمَا ”مَنِ اللَّهُ كَانَ بَنْدَهُ ہوں،“ اس نے مجھے کتاب دی اور نبی ہبیا اور بابرکت کیا، جہاں بھی میں رہوں اور نماز اور زکۃ کی پابندی کا حکم دیا جب تک میں زندہ ہوں، اور اپنی والدہ کا حق ادا کرنے والا ہبیا اور مجھے کو جبار اور شقی نہیں بنا یا۔ سلام ہے مجھ پر جبکہ میں پیدا ہوا، اور جب کہ میں مروں اور جبکہ میں زندہ کر کے اٹھایا جاؤ۔“ (مریم ۳۲-۳۴)

۲۶۔ علاوہ بریں مسلمانوں کو دوسرا نہ اہب کے قائدین یا لوگوں کی تحقیقوں تھیک کرنے سے منع فرمایا گیا ہے تاکہ دوسروں کو ان کے سرواروں کی توجیہ و تذمیل کرنے کا موقع نہ مل سکے۔ یہ درست ہے کہ مسلمان اور بیسانی علماء دین کے مابین بعض پہلوؤں پر دیانتدارانہ اختلافات موجود ہیں۔ تاہم یہ اختلافات ایک دوسرا نہ اہب یا غیربرکی تلقیح و بے حرمتی کی بنیادیا ہواز نہیں بن سکتے۔ رسول اکرمؐ سے مردی ہے ابو ہریرہؓ کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: دنیا و آخرت میں تجھے عیسیٰ سے زیادہ قربت ہے۔ کیونکہ تمام انبیاء آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ یعنی گوسب کی مابین مختلف ہیں لیکن دین سب کا ایک ہے۔ ”صحیح مسلم۔۔۔ کتاب الفضائل“

اردو ترجمہ رئیس احمد جعفری جلد دوم ص۔۔۔ ۱۳۸۰

۲۷۔ مرتضی اصحاب کی یہی تحریریں اور افکار و خیالات تھے جن کی بنا پر مسلمانوں نے عیسائیوں نے ان کے دعویٰ نبوت اور سچے موعود ہونے کے ادعائیں مخالفت کی خود مرتضی اصحاب کی زندگی میں، پھر اس کی وفات کے بعد اور قیام پاکستان کے بعد بھی ایسے واقعات ظور پذیر ہوئے جب عوامی احتجاج ۱۹۵۳ء لاہور میں مارشل لاء کے فزاد کا سبب بنا اور ۱۹۷۴ء میں روہی سلوے شیشیں پر کھڑی ایک ریں پر مرتضیوں کے حملہ کے نتیجے میں ملک گیر بناگے پھوٹ پڑے۔ مرتضی غلام احمد نے اپنی کتاب ”ازالہ اوہام“ میں اپنے خلاف مسلمانوں کے دعویٰ علم و غصہ کا ذکر اس طرح کیا ہے۔ ”یہ سیڑا دعویٰ ہے جس پر لوگ (غیر احمدی مسلمان) میرے ساتھ جھگڑتے ہیں اور مجھے مرد سمجھتے ہیں۔ انہوں نے بڑا شور مچایا اور اس آدمی کی قدر نہ جانی جس پر اللہ کی طرف سے الامام ہوتا ہے۔ انہوں نے مجھے ندار جھوٹا مکار اور مرد کہا اگر انہیں حکمرانوں کے تیروں تھنگ کا ڈر نہ ہوتا تو مجھے کبھی کاجان سے مار دالتے۔“

ان نگارشات کی اشتغال اگریز نویعت ختم نہیں ہوتی کیونکہ بعض دوسری عبارتوں میں مرتضی اصحاب کے ایسے خیالات شامل ہیں جو امت مسلمہ کے افکار و خیالات کے میں مطابق ہیں۔ مشریع بیب الرحمن کا ایسی تحریروں پر بھروسہ کرنا متناسب ہے، اسے ظاہر کرنے کے لئے صرف ایک خاص مثال نقل کی جاتی ہے۔ اور اس کا تجزیہ کیا جاتا ہے۔ جو سالانہ کے فاضل وکلاء کے اس موقف کی تردید کرتی ہے کہ تاریخ کو دہراتا اور مخصوص خیالات کا انعامہ زیر دفعہ ۲۹۸۔ می ارٹکاب جرم کے مترادف نہیں۔

۲۸۔ نوجوانوں کی لی شرٹس یا بیزرز یا آر ائٹی گیٹوں پر لکھے ہوئے نعروں ”سچائی کے سو سال“ کو لیجھے اس سے کیا سمجھانا اور ذہن نشین کرانا مقصود ہے؟ احمدیہ جماعت کی صد سالہ ترقیات کے پس منظر میں اس نعرو پر غور کیا جائے تو اس سے یہ پیغام پہنچانا مطلوب ہے کہ مرتضی غلام احمد نے نبوت کا جو دعویٰ کیا وہ درست ہے، مرتضیوں کا یہ عقیدہ کہ اصل میں امت مسلمہ اُنہی پر

مشتعل ہے، درست ہے، دوسرے لوگ جو مرتضیٰ علام احمد کو نبی یا سعیج موعود نہیں مانتے وہ رافضی و بد عقی ہیں تم بھاری اکثریت والے دستور فیصلہ آجائے کے باوجود رافضی ہو۔ "فضل ایڈوکیٹ جنل نے بجا طور پر کہا کہ اگر پابندی کا یہ حکم جاری نہ کیا جاتا تو اس قسم کی اشتعال انگلیزی امن و امان کی تحریکیں صورت حال پیدا کر دیتی۔ ان کا یہ کہنا بھی درست ہے کہ منوع افغان کو انفرادی طور پر لیا جائے تو وہ قابل نفرت و مکروہ، ولازاری کرنے والے اور ضرر رسان نہیں لگتے۔ مثلاً آرائی دروازے لگانا، جنڈے لہڑانا، عمارت پر چڑھا کرنا، غریبیوں اور محاجوں کو کھانا کھلانا، یا کسی شخص کا نئے کپڑے نیب تن کرنا، نہ وہ دوسروں کے لئے موجب تکلیف و باعث آزار بنتا ہے۔ ان افغان کو کئے گئے اعلانات، مطلوب مقاصد ان سے جو پیغام پہنچانا مقصود ہے اور ان کے نتیجے میں پیدا ہونے والے رد عمل کے پس منظر میں دیکھنا چاہئے۔ ان افغان کو تاریخی تاثیر میں لیا جائے تو ایک اقلیتی جماعت کی طرف سے انہیں خالی از خطر اور بے ضرر قرار نہیں دیا جاسکتا جو اپنے ماں کی یاد مٹانا اور اپنے بانی و موسس نیز قائدین کی مدح و شماء کرنا چاہتی ہو۔ بہرحال اس طرح کے اعلانیہ اظہار و اعلانات کسی خاص نہ ہب کی پیروی کرنے اور اس پر عمل کرنے کے حق کے ذیل میں کیسے آسکتے ہیں؟ یہ استدلال کہ ان افغان کی انجام دی تا قانوناً "جاائز ہے اس لئے جائز کاموں کی انجام دیتی پر زیر دفعہ ۱۴۲۳ ض ف،" شخص اس لئے پابندی عائد نہیں کی جاسکتی کہ ایک شخص کی طرف سے مطابق کرنا دوسرے کی طرف سے خلاف قانون کام کرنے کا سبب نہ بن جائے اور یہ کہ اختیاطی تدبیر ایسے شخص یا مجموعہ اشخاص کے خلاف عمل میں لائی جاتی ہیں جن کی طرف سے خلاف قانون کام کرنے کا اندریشہ ہو، اس کا جائزہ لینا ضروری ہے۔

۵۶۹۔ سالان کے فاضل و کلاہ نے نکوہر پلا دلاں کل پیش کرتے ہوئے فرض کر لیا کہ یہ افغان جن کے کرنے پر پابندی لگائی گئی یا ساگر کی تقریبات جیسا کہ ان کے الفقاد کا منصوبہ بنا یا گیا ہے، بے ضرر غیر ولازار، غیر مضر بلکہ قانوناً "جاائز تھے" یہ مفروضہ درست نہیں۔ یہ فرض کرنا کہ کسی قسم کی نفرت و میزاری پیدا نہ کرنے یا مراحت اور بے چینی و اضطراب کو نہ بھجو کرنے کا پختہ عنزم کر لیا گیا تھا اس کے باوجود یہ رد عمل کہ ان تقریبات کا سعیج طور سے اور اک کر لیا گیا تھا۔ مقاد عامہ کے تحت زیر اعتراض احکام کے جاری کرنے کا معقول جواز فراہم کرتا ہے۔ فاضل و کلاہ نے جس اصول پر احصار کیا، وہ بیٹی بیام گلبانکس (Q. 1882-1882 B.D. 308) میں طے پایا تھا۔ اس کے خلافی یہ تھے کہ سکتی فوج (Salvation Army) کے مجرمان گھیوں میں سے مارچ کرتے ہوئے گزرنے پر مصر تھے جبکہ اسai فوج اس کے زبردست خلاف تھی اور مجرمیت نے کھلکھل جائی کے لئے انسانوں میں سے نہیں گزروتا چاہئے۔ وہ جو شل کورٹ نے قرار

دیا کہ کسی شخص کو ایسا فعل قانون کے مطابق کرنے پر سزا نہیں دی جاسکتی خواہ اسے معلوم ہو کہ اس کا ویسا کرنا دوسرے شخص کو خلاف قانون کام کے انجام دینے پر اکسلنے کا سبب بن سکتا ہے، مجرمانہ موافقہ کی تفہیم میں یہ فیصلہ صحیح لگتا ہے، تاہم کسی مقدمہ میں اس کی پیروی نہیں کی گئی۔ پولیس کے ریاستی اختیارات کے استعمال سے متعلق مقدمات میں، جو امن عائد کے قیام سے تعلق رکھتے ہوں، اس اصول کے اطلاق میں روبدل کیا گیا ہے۔ چنانچہ عذر بہام کو زیر IR.CLR.I-1864 (Cases and Materials in Const. And Admn. Law) میں ایک پولیس میں کے خلاف مارجیٹ کی شکایت کی گئی تھی۔ آئزلینڈ کی عدالت نے قرار دیا کہ کاشیبل مدی کے کپڑوں پر سے تاریخی سون کے پھول کو ہٹانے کا مجاز تھا کیونکہ ایک بھوم کے درمیان تقصی امن کو روکنے کے لئے ایسا کرنا ضروری ہو گیا تھا وہاں اس علامت نے عناد پیدا کر دیا تھا۔ (ویکھئے جی پی لوں کی کتاب)

ایک مجریت کو ایک قانونی جلسہ کو منتشر کرنے کا مجاز تھا یا گیا کیونکہ وہ یہ فرض کرنے کی کافی وجود رکھتا تھا کہ جلسہ کے مخالفین آرٹستان کی سیاسی اجمن کے لوگ تشدد اور طاقت سے کام لیں گے اور امن کی بحالی کا کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا۔ (ویکھئے لوں کیسز ص ۲۹۵) یہاں "نمہ" یہ ذکر کرنا مناسب ہو گا کہ قادیانیوں کی طرف سے ایسے جہذوں کی نمائش جن پر کلمہ طیبہ کڑھا ہوا یا لکھا ہوا ہو، بر محل ہیں۔ ایسی صورتوں میں بھی جہاں الفاظ یا طرز عمل اشتغال انگیز یا توہین آمیز ہو، قیام امن و امان کے لئے پولیس کی طاقت استعمال کی جاسکتی ہے۔ وائز بہام ڈنگ LK.B-167 (1902) کا حوالہ بھی دیا جا سکتا ہے۔ اس نالش میں ایک پروٹوٹ

ٹیٹھ کو اس کی طرف سے ردم کیتھا تھا کہ نہہ پر بار بار جملوں کے بعد لیور پول کے علاقہ میں قیام امن کا ذمہ دار تھا یا گیا تھا اور امن میں خلل پڑ گیا تھا قرار دیا گیا کہ خاتم کی رو سے مجریت اس امر کا مجاز تھا کہ کیتھا تھا فرقہ کی طرف سے معاذانہ جواب کو واز کے توہین آمیز رویہ کے قدرتی نتیجہ پر محول کرتا۔

م۔ اب ہم اس سوال کا جائزہ لیتے ہیں کہ آیا کلمہ طیبہ والے بیزرس کی نمائش توہین آمیز اور دلاذار ہے یا نہیں۔ فاضل ایڈووکیٹ جزل اور مسکول ایمان کے فاضل وکلاء کے مطابق "محمد رسول اللہ" کے الفاظ سے قادیانی مرزا غلام احمد مراد لیتے ہیں اور اس کی طرف نسبت کرتے ہیں کیونکہ مرزا صاحب نے اپنے "محمد رسول اللہ" ہونے کا دعویٰ بھی کیا اور اس کے ہدوکار اسے ایسا ہی مانتے ہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ جب قادیانی جہذے لبراتے ہیں یا اپنے سینوں پر شیخ جاتے ہیں تو وہ رسول اکرمؐ کے مقدس نام کی بے حرمتی کرتے ہیں۔ اپنے اس ادعا کی حمایت میں "کلمۃ الفضل" سمیت بشیر الدین محمود مرزا کی تکابوں کے حوالے پیش کئے جس

میں لکھا ہے کہ:

"پس مسجح موعود خود محمد رسول اللہ ہیں جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے اس لئے ہم کو کسی سچے کلمہ کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پڑتی۔" "ایک غلطی کا ازالہ" نامی کتاب کا حوالہ بھی دیا گیا جس کے صفحات ۲، ۵، ۷، ۱۱ اور ۱۲ پر درج ذیل عبارتیں موجود ہیں

ص۔۔ ۳ "اس وحی الہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی

ص۔۔ ۵ اس کے معنے یہ ہیں کہ محمد کی نبوت آخر محمد ہی کوٹلی۔ غرض میری نبوت و رسالت پا تبار محمد اور احمد ہونے کے ہے"

ص۔۔ ۶ کیونکہ یہ محمد ہانی اسی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر اور اسی کا نام ہے۔

ص۔۔ ۱۱ چونکہ میں نبی طور پر محمد ہوں صلی اللہ علیہ وسلم یعنی میں جب کہ ہر وزی طور پر آخر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ ۱۲ اور اسی بناء پر خدا نے پار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا۔ اس لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا پس نبوت و رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی۔ محمد کی چیز محمد کے پاس ہی رہی، "علیہ الصلاۃ والسلام"۔"

مسئول ایمان کے فاضل و مکیل نے اعتراض اٹھاتے ہوئے کہا کہ مذکورہ مفہوم اور عقیدہ کے ساتھ کلمہ طیبہ والے جھنڈوں کا لبرانا یا یہجوں کا لگانا تحریرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۸۔ ۵ کے تحت جرم کے مترادف ہے۔

۳۱۔ اس مرحلہ پر سائل مرزا خورشید احمد کی طرف سے داخل کردہ بیان حلی کا حوالہ دیتا مناسب ہو گا اس کے پر اگراف نمبر ۲، ۵ میں کہا گیا ہے

۴۔۔ یہ کہ اقرار کنندہ صدق دل سے اقرار کرتا ہے کہ جب وہ کلمہ طیبہ پڑھتا ہے تو "محمد رسول اللہ" کے الفاظ سے غیر مشروط طور پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد لیتا ہے۔

۵۔۔ یہ کہ اقرار کنندہ صدق دل کے ساتھ اس الزام کی تردید کرتا ہے کہ الفاظ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے وہ مرزا غلام احمد مراد لیتا ہے۔ نیما جھوٹا، غلط اور بے خبری پر مبنی ہے۔ اقرار کنندہ صدق دل سے ایسے کنایہ کی تردید کرتا ہے جو اس کے اور تمام احمدیوں کے عقائد کے بر عکس ہو۔"

حلیفے بیان میں اقتدار کردہ مذکورہ موقف کے پیش نظر مسٹر مجیب الرحمن سے مرزا غلام احمد قادریانی کی حیثیت و مرتبہ اور ان تحریروں کے بارے میں جن میں اس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ مرزا خورشید احمد اور احمدیہ جماعت کے دیگر ممبران کے عقیدہ کی بابت پوچھا گیا نیز دریافت کیا گیا آیا جب کوئی شخص قادریانی نہ سب اختیار کرتا ہے تو اسے محض کلمہ طیبہ پڑھنا پڑتا ہے یا

کچھ اور چیز بھی پڑھنی، قبول کرنی اور اس پر ایمان لانا ہوتا ہے؟ جواب دیا گیا کہ قادیانی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قطعی اور آخری نبوت پر ایمان نہیں رکھتے، ان کا عقیدہ یہ ہے کہ مرتضیٰ غلام احمد مسیح موعود تھے۔ مزید کامگیری فرقہ مخالف نے جس چیز اعتراف کیا ہے بالآخر جماعت احمدیہ اپنی کتابوں "ازالہ اوبام" ص ۷۰۔۔۔ ۱۹۹ "کشتنی نوح" روحاںی خراشن جلد نمبر ۷ ص ۳۲۳ اور روحاںی خراشن کی جلد نمبر ۷ ص ۲۵۲ نیز جلد نمبر ۱۳، ص ۳۲۳ اور روحاںی خراشن کی جلد نمبر ۳۳ ص ۳۵۹ میں شامل "بیان صلح" میں اس کی کھویں کروضاحت کر پکے ہیں۔ مشریع محبی الرحمان کے بقول مرتضیٰ غلام احمد نے مولہ بالا بیان اپنی وفات سے ایک روز پہلے ۲۵ مئی ۱۹۰۸ کو لکھا تھا۔ انہوں نے کہا کہ "ایک غلطی کا ازالہ" "آنینہ مکالات" اور "تبليغ رسالت" میں جو کچھ لکھا گیا ہے اسے "خلل" اور "بروز" کے تصور کے تحت سمجھنے کی ضرورت ہے جو کہ روحاںی مشاہد و مہاذت اور صرفت کا تصور ہے اور اس تصور کے ساتھ کسی بھی لحاظ سے دوبارہ جسمانی ظہور اور دوبارہ حلول کا نظریہ وابستہ نہیں۔

۲۳۔ سب سے اہم بات ہے مشریع محبی الرحمان نے بڑی آسانی سے نظر انداز کر دیا اور اس کی تردید نہیں کی وہ یہ تھی کہ جو کوئی قادیانیت میں داخل ہوتا ہے اسے یہ مانتا پڑتا ہے کہ مرتضیٰ غلام احمد کی نبوت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی موروثی نبوت ہے یہ کہ مرتضیٰ غلام احمد آنحضرت کا صحیح خلیل یا بروز ہے۔ اس بات سے بھی انکار نہیں کیا کہ قادیانیت اختیار کرتے وقت جس فارم پر دخیل کرنا ہوتے ہیں، اس میں مرتضیٰ غلام احمد کو نبی اور صحیح موعود مددی مانتا پڑتا ہے۔ فارم میں استعمال کردہ الفاظ سمجھنے دیگر امور، حسب ذیل ہیں۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین لیکن کروں گاہ کروں گی اور حضرت صحیح موعود کے سب دعاوی پر ایمان رکھوں گاہ رکھوں گی۔" مسلمانوں نے رسول اکرمؐ کے بعد ہر زمانہ میں وقتاً فوقاً نبوت کے جھوٹے دعویٰ اوروں کو مسترد کیا ہے۔ مرتضیٰ صاحب کے دعویٰ نبوت کو بھی مسلمانوں کے تمام فرقوں نے جھٹایا ہے، جہاں تک مرتضیٰ غلام احمد کے دعویٰ نبوت کا تعلق ہے اس پر محبی الرحمان (پیرا) کے مقدمہ میں بڑی شرح و بسط سے بحث ہو چکی ہے۔ جس میں اس رائے کا انکسار کیا گیا تھا۔

یہ بات قابل غور ہے کہ اس قول کے نتائج کہ مرتضیٰ صاحب بذات خود محمد اور احمد تھے (یہ دونوں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام ہیں) خاصے دور رس نکلتے ہیں مرتضیٰ صاحب کے خلافاء، رسول اکرمؐ کے خلافاء بن گئے۔ مسلمان جو کلکہ پڑھتے ہیں اس کے مبنے ہیں۔ "اللہ کے سوا کوئی اللہ نہیں اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے رسول ہیں۔" مرتضیٰ صاحب کو محمد مان لیا جائے تو جب بھی اور جہاں بھی لفظ محمد پڑھایا ادا کیا جائے گا، اس سے مراد مرتضیٰ

صاحب ہی ہوں گے۔ ”

۳۳۔ سلطان کے فاضل وکلاء کا یہ موقف کہ غل اور ”بروز“ کے تصور سے کسی طور بھی دوبارہ جسمانی ظہور یا حلول کا تصور وابستہ نہیں، خود مرزا صاحب اور ان کے شاگرد عبد القادر محمود کے ظاہر کردہ خیالات کے بالکل برعکس لگتا ہے اس پہلو پر رپورٹ کے صفحہ ۲۷ پر درج ذیل بحث کی گئی ہے۔ ”اب خود تصور کا تجویز کرنا مناسب ہو گا۔ ذاکر عبد القادر محمود کی کتاب ”الغشت الصوفیاء فی الاسلام“ (ص ۵ تا ۱۰) میں وضاحت سے بتایا گیا ہے کہ الفاظ ”غل“ اور ”بروزی“ ہندوؤں کے حلول یا تباخ کے تصور سے بہت حد تک ملتے جلتے ہیں۔

مرزا صاحب نے خود تسلیم کیا ہے کہ بروز کے سینے اوتار (خدایا دیوتا کا جسمانی روپ میں ظہور) کے ہیں۔ اپنے سیالکوٹ والے پچھر مورخ ۲ نومبر ۱۹۰۳ء ص ۲۳ میں انہوں نے کہا: واضح ہو کہ خدا کی طرف سے میرا ظہور صرف مسلمانوں کی اصلاح کے لئے نہیں۔ بلکہ تینوں اقوام، مسلم، ہندو اور یہیں کی اصلاح مطلوب ہے۔ چونکہ خدا نے مجھے مسلمانوں اور نصاریٰ کے لئے سچ موعود بنا کر بھیجا، اس لئے میں ہندوؤں کے لئے اوتار اور راجہ کرشن، جیسا کہ مجھ پر واضح کیا گیا ہے، ایک کامل انسان تھے۔ وہ اپنے وقت کے اوتار یا نبی تھے۔ اللہ کا وعدہ تھا کہ آخری زمانہ میں اپنا بروز یعنی اوتار پیدا کرے گا۔ ”ضیمہ رسالہ جہاد“ (مطبوعہ ۱۹۰۰ء میں انہوں نے لکھا) ”خدا نے مجھے میں کے اوتار کی حیثیت سے بھیجا اسی طرح اس نے میرا نام احمد اور محمد رکھا اور میری عادات، اخلاق اور اطوار حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جیسے بنائے مجھے ان کے چونھ میں ملبوس کرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اوتار بنا یا کہ میں توحید کا پرچار اور اشاعت کر سکوں۔ پس اس مفہوم میں میں عیسیٰ ہوں، محمد ہوں اور محمدی بھی اور اظہار کا بھی وہ اسلوب ہے جو اسلام میں اصطلاحاً ”بروز کھلاتا ہے“ (ص ۶۷ کے پس ظاہر ہوا کہ مرزا صاحب اوتار اور بروز ایک دوسرے کے ہم معنی سمجھتے تھے۔

اصل شریعت میں حلول یا تباخ کا کوئی تصور نہیں البتہ ایسی اصطلاحات ہیں جو ان تصورات پر تھیں کرنے والوں مثلاً مذکور اور لالاں کی بدولت وجود میں آئیں۔ اسی طرح اسلام میں ظہیرت کے تصور کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ ”خاتم النبیین از مولانا انور شاہ کشیری“ (ص ۲۱۰)

مولانا محمد یوسف بخاری نے موقف الاممۃ الاسلامیہ میں اسی موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے لکھا: ”ذہب کے قابلی مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ظہیرت اور بروز کا سارا تصور سرا سر ہندو ائمہ تصور ہے اسلام میں اس کی کوئی گنجائش نہیں، حضرت عبد القادر بغدادی (متوفی ۱۹۲۹ھ) نے بھی فرمایا ہے کہ حلول کی حمایت کرنے والا تصور جھوٹا اور بے ہودہ ہے۔“ (اصول الدین ص ۲۷۲) حضرت مجدد الف ثانی ”بھی جن کے مفہومات پر مرزا صاحب یقین

رسکتے تھے، نبوت میں علی کے مذکور ہیں، اپنے مکتوب نمبر ۳۰۰ میں انہوں نے فرمایا "نبوت اللہ کی قوت پر دلالت کرتی ہے۔ جس میں نسلیت کا کوئی شابت یا شک و شبہ نہیں۔"

۳۲۔ تیرا پلو جس کی نشان وہی مسئول ایمان نے کی وہ یہ تھا کہ قادریانی مذہب میں داخل ہونے والے شخص سے بیعت کی خلیل میں جس دستاویزات پر دستخط کرائے جاتے ہیں، وہ بھی وہو کے کی ٹھی اور مکرو فریب کا جال ہے جو مسلمانوں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے اور پھانسے کے لئے بچھایا جاتا ہے۔ وہ اس طرح کہ اسلام کو اپنے مذہب کے طور پر پیش کیا جاتا ہے اور مرزا صاحب کو اسلام کے نئے نبی کے روپ میں دکھایا جاتا ہے واضح رہے کہ بیعت کے قارم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد الفاظ "خاتم النبیین" کے استعمال سے مسلم طور پر یہ مراد نہیں کہ حضرت محمدؐ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا بلکہ اس کے بر عکس اس شخص کو مرزا غلام احمد کے جملہ طحاوی پر ایمان لانا ہوتا ہے جس میں اس کا دعویٰ نبوت بھی شامل ہے۔ مسلمانوں کے مطابق رسول اکرمؐ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں ہو گا اور نہ ہی ہو سکتا ہے کیونکہ رسول اکرم نے واہکاف الفاظ میں فرمایا ہے کہ "لائب بعدی" (سیرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا) اور لفظ خاتم النبیین کے معنے یہ ہیں کہ آخری مہر لگادی گئی ہے اب کسی نئے نبی کے آنے کا کوئی سوال نہیں۔ اس کے برخلاف مرزا غلام احمدؐ "ایک غلطی کا ازالہ" نامی کتاب میں رفتراز ہے "اگرچہ نبوت کی مہر نہیں ٹوٹے گی تاہم اس امر کا امکان ہے کہ اس دنیا میں بروزی طریقے سے کوئی نیا نبی آجائے۔ صرف ایک بار نہیں بلکہ ہزار بار" اور وہ اپنی نبوت و کاملیت کا انکسار کرے۔"

۵۔ واضح ہو کہ ۱۸۹۹ کی مطبوعہ "ازالہ اوہام" ۱۸۹۳ء کی "کرامت صادقین" (مشمولہ روحانی خواشن جلد نمبر کے) اور ۱۸۹۹ کی "ایام صلح" (مشمولہ روحانی خواشن جلد ۱۲) میں جو کچھ لکھا گیا اس سے مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کی صحیح تصوریہ اجاگر نہیں ہوتی اس لئے اس سلسلہ میں مرزا صاحب کی متعلقہ کتابیں وہ ہیں جو ۱۹۰۴ء سے ۱۹۰۸ء تک لکھی گئیں اور ایک غلطی کا ازالہ "اس سلسلے کی بنیادی تحریر ہے اس سیاق و سبق میں یہ وضاحت کرنا مناسب ہو گا کہ ۱۹۰۸ء کی لکھی ہوئی "بیقام صلح" (مشمولہ روحانی خواشن جلد ۲۳) بھی متعلقہ اور اس سلسلے میں کار آمد نہیں ہے کیونکہ اس بیقام کے مخاطب ہندو تھے مسلمان نہیں، اور مرزا صاحب کو نبی تسلیم کرنے کا سوال اسی صورت میں پیدا ہوتا جب کہ ہندوؤں نے حضرت محمدؐ کی نبوت کو تسلیم کیا ہوتا مرزا صاحب کے مخصوص دعویٰ کے پیش نظریہ بات روز روشن کی طرح عیا ہے کہ احمدی مرزا صاحب کو حضرت محمدؐ کا بدل مانتے ہیں۔

اس لئے جھنڈوں پر لکھے ہوئے اور بیجوں پر تحریر شدہ الفاظ ”محمد رسول اللہ“ کا استعمال ہر احمدی کی اپنی ذمہ داری ہے کیونکہ ایسا کرنا رسول اکرمؐ کے مقدس نام کی بے حرمتی کرنے کے متراود ہے۔ بلاشبہ ایسا فعل دفعہ ۲۹۵- سی ت پ کے وائر میں آتا ہے۔

۳۶۱- منیز برآں ایسے بیمز اور بیجوں کی نمائش غالب اکثریت کی حالت مسلم آبادی کے مذہبی جذبات کو بھر کانے کا موجب بنتی۔ یہ چیز سالگردہ کی تقدیمات پر پابندی لگانے کا دوسرا جواز فراہم کرتی ہے۔ کیونکہ اس سے امن عامہ میں خلل پڑنے کا زردست خدشہ تھا۔ یاد رہے کہ صرف مذہب کی پیروی اور اس پر عمل کرنے کے حق کا دعویٰ تو کیا گیا لیکن مسلمان کے فاضل وکلاء یہ ثابت کرنے میں ناکام رہے کہ ان تقدیمات کے کھلے بندوں انعقاد اور جس طریقے سے انہیں منانے کا پروگرام بنایا گیا اس پر پابندی لگانے سے قادریانی مذہب کی پیروی اور اس پر عمل کرنے کے حق کی کس طرح خلاف ورزی ہوتی یا اس میں کی واقع ہو گئی؟ ہندوؤں، سکھوں، پارسیوں اور دوسری مذہبی اقلیتوں کی طرح قادریانی بدستور اپنے مذہب کی پیروی اور اس پر عمل کر رہے ہیں اور تکمیل مذہبی آزادی سے مستقید ہو رہے ہیں خود کو مسلمان ظاہر کر کے اور شریعت اسلامیہ یا لفظ طیبہ کو جو کہ اسلام کے اساسی ارکان میں سے ایک ہے استعمال کر کے وہ اپنے رویہ سے خود مشکل صورت حال پیدا کر دیتے ہیں۔ اگر قادریانی و ستوری فیصلہ کو قبول کر لیں اور خود کو مسلمانوں سے ایک عیحدہ اور جداگانہ برادری سمجھنے لگیں جیسا کہ ان کا اپنا دعویٰ ہے تو کوئی ناخوشگوار صورت حال پیدا نہ ہو، ان کا خود کو مسلمانوں کا بدل ظاہر کرنا اور عامۃ المسلمين کو اسلام کے دائے سے خارج کرنا مسلمانوں کے لئے کسی طرح قابل قبول اور قابل برداشت نہیں۔ ملک اور دستور سے ان کی وقاواری اور ان کا جداگانہ وجود ان کی سلامتی و بھلائی کو یقینی بنا سکتا ہے۔ ہم انہیں خوش آمدید کہیں گے چاہے وہ کوئی سانہ مذہب اختیار کریں، لیکن وہ مسلمانوں کے دین کو پلاپک کرنے پر کیوں مصروف ہیں۔ اگر مسلمان اپنے مذہب کو ہر قسم کی آئیزش سے پاک و خالص رکھنے کے لئے کوئی تدم اٹھاتے ہیں تو اس پر قادریانی کیوں سخچ پا ہوتے ہیں اور اسے مسئلہ کیوں بنا لیتے ہیں۔

۳۷- دفعہ ۱۳۲۲ ض ف کی رو سے حاصل شدہ اختیار نیز ریاست کی پولیس قوت کو ایسے مقصد کے لئے جائز طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے جو پلیک کی بھلائی یا لوگوں کے مقابل میں ضروری نظر آتے۔ یہاں سائنس نووچی مسلک کے ممبران کے دو مقدمات کا حوالہ دنا مناسب ہو گا؟ دیگر بنام وزیر داخلہ (Ch. 149- 2- Ch. 1969) میں نوٹ کیا گیا کہ سائنس نووچی کے محركین کے نزدیک یہ ایک مذہب ہے۔ اس کی ابتداء امریکہ سے ہوئی اس کا مسلک اور عقیدہ اس کی تعلیمات اور اعمال۔ سیکس (القینڈ) میں ایک کالج کے طلبہ کو پڑھائے جاتے ہیں۔ یہ کالج ایک امریکی

کار پوریشن کی ملکیت ہے جس کا نام چرچ آف سائنس نولوچی آف کلی فورنیا ہے۔ سالانہ شدت اور ہوف فرنٹ امریکہ کے شہری تھے اور ان کے پاس داخلہ کے لئے محدود دست کے اجازت نامے تھے۔ میاد ختم ہو گئی اور وزیر داخلہ نے توسعہ کرنے سے انکار کر دیا، کیونکہ حکومت کا فقط نظریہ تھا کہ:

”سائنس نولوچی فلاؤنیکل ملک ہے جو اس ملک میں چند برس پہلے امریکیوں کی طرف سے متعارف کرایا گیا اور اس کا عالمی ہیڈ کوارٹر ایسٹ گرینڈ میں ہے۔ اس کے باقی مسٹر رون ہمارہ نے اس کی وضاحت اس طرح کی ہے کہ یہ دنیا کی سب سے بڑی ذاتی صحت کی تنظیم ہے۔ حکومت دستیاب جملہ شادتوں کا جائزہ لینے کے بعد مطمئن ہے کہ سائنس نولوچی معاشرتی لحاظ سے ضرر رہا ہے۔ یہ میرزا خاندان کو ایک دوسرے سے الگ کرتی ہے اور جو لوگ اس کی مخالفت کرتے ہیں ان سے گندے اور رسوائیں محکمات منسوب کر دیتی ہے۔ اس کے تکمیلہ اصول اور اعمال ان لوگوں کی شخصیت اور بھلائی کے لئے باعث تشویش ہیں جو اسے چھوڑ پکھے ہیں۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ اس کے طریقے ان لوگوں کی صحت کے لئے خطرہ بن سکتے ہیں جو انہیں اختیار کرتے ہیں۔ ایسی شادتوں میں ہیں کہ اب بچوں کو اس کی تعلیم دی جا رہی ہے۔ لارڈ ڈیننگ، ماسٹر آف روڈ نے اپنے فیملے میں اس دلیل کو نہ نہاتے ہوئے کہ وزیر داخلہ نے اپنے اختیارات استرد کیا اور ایک مہینی فرقہ کی جس پر از روئے قانون پابندی نہیں لگائی گئی، بے حرمتی کرنے کی غرض سے استعمال کئے تھے لکھا:

”میرے خیال میں وزیر اس امر کا مجاز ہے کہ اپنے اختیارات کسی ایسے مقصد کے لئے کام میں لائے جو اس کے نزدیک پہل کی بھلائی اور اس ملک کے لوگوں کے مقابلہ میں ہو۔ یہ سوچنے کی معمولی سی وجہ بھی موجود نہیں کہ وزیر داخلہ نے اس معاملہ میں اپنے اختیارات کو غلط مقصد کے لئے استعمال کیا یا بد نیتی سے کام لیا۔ وزیر کے مقصد کو اس بیان میں واضح طور سے ظاہر کر دیا گیا تھا جو اس نے وارلیوام میں دیا۔ اس نے سوچا کہ ان لوگوں یعنی سائنس ٹولوجیسٹس کے اعمال ہمارے معاشرہ کے لئے انتہائی لفڑان وہ ہیں اور یہ بات اس ملک کے مفاد میں نہیں کہ سائنس نولوچی کے غیر ملکی طلبہ کو اس کی تعلیم حاصل کرنے یا ائے طلبہ کو داخلہ لینے کی اجازت دی جائے۔ وہ مقصد سرا رجائز تھا۔ وزیر داخلہ نے اپنے اختیارات اس ملک کے عام آدمی کے مقابلہ میں استعمال کئے اور میں نہیں سمجھتا کہ ہم اس کے درست ہونے کی بابت کسی تباہ و شبہ میں پڑیں۔

۳۸۔ اس طرح اجازت میں توسعہ سے انکار کے حکم کی توثیق کر دی گئی۔ ہاؤس آف لارڈز نے اجیل کے لئے داخل کی گئی درخواست خارج کر دی (رپورٹ کے ص ۳۷) اپر درج نوٹ

ملاظہ کیجئے) یوں آزادانہ نقل و حرکت کے حق کو مفاد عامہ کے تابع کروایا گیا۔ اسی اصول کو یورپ کی عدالت ہائے انصاف نے

(1975 / Ch. 398) Van Day Vs. Home Office

مقدمہ پر لگو کیا۔ اس مقدمہ میں معاہدہ روم میں شامل ایک دفعہ جنگ کی رو سے کارکتوں کو کیونی کے نو ملکوں میں آزادانہ نقل و حرکت کی حفاظت دی گئی تھی۔ مصلحت عامہ کی وجوہات کے تابع کر دیا گیا تھا۔ مس و ان ڈوئن نے ہوائی اڈہ پر بیچ کر اعلان کیا کہ وہ کالج آف سائنس ٹولوچی میں سیکڑی کی جیتیت سے ملازمت اختیار کرنے آئی ہے۔ اسے یہ کہتے ہوئے داخل کی اجازت دینے سے انکار کر دیا گیا کہ کسی شخص کو چرچ آف سائنس ٹولوچی کی ملازمت میں شمولیت اختیار کرنے کے لئے بريطانیہ میں داخل ہونے کی اجازت دینا پسندیدہ فعل ہے۔ اس انکار کو بیچیخ کر دیا گیا اور معاملہ لکسمبرگ کی یورپین کورٹ آف جنسٹ کو بیچیخ دیا گیا، جہاں اس انکار کو بحال رکھا گیا۔

۳۹— اسی طرح مصلحت عامہ کے اسباب اور عام آدمی کی بھلائی اور مفاد سائکرہ تقییات پر پابندی لگانے کی از روئے قانون جائز بنیاد فراہم کرتا ہے جیسا کہ اس سلسلے میں ڈسڑک بھیڑ اور ریزیڈنٹ بھیڑ نے بدایات جاری کی ہیں۔ یہ بات پہلے ہی واضح کی جا چکی ہے کہ عام لوگ یعنی امت مسلم احمدیوں کی سرگرمیوں اور ان کے مذہب کی تبلیغ کی مزاحمت و مخالفت کرتی ہے تاکہ ان کے مذہب کا اصل دھارا پاک صاف اور غلط سے محفوظ رہے اور اس امت کی بیکھی بھی برقرار رہے۔ ایسا کرنے سے قادیانیوں کے ان کے مذہب کی پیروی اور اس پر عمل کرنے کے حق پر نہ کوئی روپتی ہے اس کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔

۴۰— مذکورہ بیان وجوہات کی بناء پر اس جیش کو کسی اتفاقاً کے بغیر قرار دیتے ہوئے خارج کیا جاتا ہے مقدمہ کے اخراجات دونوں فرقہ خود برداشت کریں گے۔

مورخہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۹۱ء کو سنایا گیا۔ اس موقع پر مسٹر محبیب الرحمن الیود کیث حاضر تھے۔

و سخط

(ج)

ترجمہ = مجاہد لاہوری

رِئَاقِ دِيَانِيَّت بِمُعْلَمَاتِ فِرْزَا، إِيمَانٍ بِهِ وَرِجْمَادِ آفْرَانِ أَوْ حَقَائِقِ فَافْرُوزَ

- قادیانی جائزہ مسلمان اکتوبر ۱۹۷۴ء برلن، جرمنی
- شاخت ۲۰۰۰
- مرتقا دیانی علم خود ۲۰۰۰
- قادیانی اور دوسرے کافروں کے کامیابی فتن، ۱۹۷۶ء
- قادیانی مردہ ۲۰۰۰
- مرتقا اور عزیز بہبود ۱۹۷۶ء
- قادیانی کو دوستِ اسلام ۱۹۷۶ء
- مرتقا ہر کسکے بھی بھی ۱۹۷۶ء
- غدارِ پاکستان (ڈاکٹرِ اسلام) ۱۹۷۶ء
- انتشار قادیانی اندیش ۱۹۷۶ء
- عیا گرگشہ جعلی اخراج تسبیب بادا ۱۹۷۶ء
- ایمان پر درادیں مولانا احمد سید بیان ۱۹۷۶ء
- قادیانیت کا سایکو جوہر ساجدہ محدث کو دردا ۱۹۷۶ء
- قادیانی قائد پر یک نظر مولانا مرتضیٰ عابدین ۱۹۷۶ء
- قادیانی تائید و رواح مولانا احمد حسین ۱۹۷۶ء
- عینِ تمامِ تبیین طاہر رضا ۱۹۷۶ء
- ضیاء الحق کوئل کس تھی؟ مبلک بیدار ۱۹۷۶ء
- عاشقانِ حضنِ کماں ۱۹۷۶ء
- پھرہ قادیانیت ۱۹۷۶ء
- آستین کے سانپ ۱۹۷۶ء
- قرآن مجید میں تدویل قادیانیوں کی میکالا ش ۱۹۷۶ء
- بحث اسلام — طاہر رضا ۱۹۷۶ء
- الہمی والیس ۱۹۷۶ء
- الاماگ گرگٹ ۱۹۷۶ء
- مرتقا جمعیت تبلیغی اخراج میں اس لیے تابوں پر صرف ناگت و مصلوں کے باقاعدے۔ اسی پلے کیشیں دنیا دیا جائے گا۔ ٹاکہ خرچ بذسے غیرہار مصوہ ۲۔ روپے کے کتابچے کے پیے اپے درد پس کے ذکر نہیں بھر جائیں گے

جیسے چونکہ میکات تبلیغی اخراج میں اس لیے تابوں پر صرف ناگت و مصلوں کے باقاعدے۔ اسی پلے کیشیں دنیا دیا جائے گا۔ ٹاکہ خرچ بذسے غیرہار مصوہ ۲۔ روپے کے کتابچے کے پیے اپے درد پس کے ذکر نہیں بھر جائیں گے

عَالَمِيِّ مَجَلِسٌ حَفْظِ حَقْمَ رَبِّكُوٰ ملکستان پاکستان

تحریکِ علمیت

ફુર્યાંગ પ્રદીપ

1974

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
تَوْتِيْبٌ وَ تَحْقِيقٌ

مولانا اللہ سیا

علیکم عجل سلام تحفظ فتح بیوڈ

حضوری باغ روڈ ملتان ۴۰۹۷۸



صد سالہ قتلہ قاریانیت کے بارے میں مشاہیر ملت، علمائے امت، مشائخ عظام، قائدین قوم، ارباب اقتدار، پار نعمتیں حضرات، جنس صاحبان، شعرائے کرام، معروف سیاست دانوں، نامور صحافیوں، قابل تدری و انشوروں، مزدور راہنماؤں، مشور اریبوں، قائدین طلباء، معتبر وکلاء، نمائندہ غیر مسلم شخصیات، سابق قاریانیدن اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے سرکردہ افراد کے فخر انگیز، بنی بر حقائق، ایمان افروز اور ولولہ انگیز مشاہدات و تاثرات اور حریت انگیز و ہوش ربا اکشافات پر مبنی مستند تاریخی و تحقیقی دستاویز ہو پوری ملت اسلامیہ کی آواز ہے۔

ترتیب تحقیق

0472-020-020 تین خالی

عالیٰ مجلس تحفظ فتنہ نبوة

حضورتی باخ روڈ ملتان 40978

مشرق

LHC dismisses Qadianis' writ for centenary celebrations

By Our Staff Correspondent
LAHORE: The Lahore High Court on Thursday held that the activities

of

Qadianis

The Frontier Post

Ban on Qadianis' centenary just: LHC

DAWN

Wednesday, September 18, 1991

قادیانیوں کے 100 سالیں پر احتیاط کا نہیں کیا جائے گا۔

LHC rejects writ for rituals
Qadianis can't hold
centenary celebrations
Celebration not in public interest

The Nation

WEDNESDAY, SEPTEMBER 18, 1991

THE NEWS

Dismisses Qadianis petition

Ban on celebrations of
Ahmadis justified: LHC

By Our Staff Reporter
LAHORE: Justice Khaliq

Umer

Majeed

has

held

that

the

high

court

has

ruled

that

the

ban

on

the

rituals

of

the

Ahmadis

is

justified

and

not

in

public

interest

and

the

rituals

of

the

Qadianis

are

not

permitted

in

the

country

and

the

rituals

of

the

Qadianis

are

not

permitted

in

the

country

and

the

rituals

of

the

Qadianis

are

not

permitted

in

the

country

and

the

rituals

of

the

Qadianis

are

not

permitted

in

the

country

and

the

rituals

of

the

Qadianis

are

not

permitted

in

the

country

and

the

rituals

of

the

Qadianis

are

not

permitted

in

the

country

and

the

rituals

of

the

Qadianis

are

not

permitted

in

the

country

and

the

rituals

of

the

Qadianis

are

not

permitted

in

the

country

and

the

rituals

of

the

Qadianis

are

not

permitted

in

the

country

and

the

rituals

of

the

Qadianis

are

not

permitted

in

the

country

and

the

rituals

of

the

Qadianis

are

not

permitted

in

the

country

and

the

rituals

of

the

Qadianis

are

not

permitted

in

the

country

and

the

rituals

of

the

Qadianis

are

not

permitted

in

the

country

and

the

rituals

of

the

Qadianis

are

not

permitted

in

the

country

and

the

rituals

of

the

Qadianis

are

not

permitted

in

the

country

and

the

rituals

of

the

Qadianis

are

not

permitted

in

the

country

and

the

rituals

of

the

Qadianis

are

not

permitted

in

the

country

and

the

rituals

of

the

Qadianis

are

not

permitted

in

the

country

and

the

rituals

of

the

Qadianis

are

not

permitted

in

the

country

and

the

rituals

of

the

Qadianis

are

not

permitted

in

the

country

and

the

rituals

of

the

Qadianis

are

not

permitted

in

the

country

and

the

rituals

of

the

Qadianis

are

not

permitted

in

the

country

and

the

rituals

of

the

Qadianis

are

not

permitted

in

the

country

and

the

rituals

of

the

Qadianis

are

not

permitted